اہل عمان بہ نسبت دوسرے مشرقی عربون کے زیادہ مدنی ہین اور کنارے کے بندرگاہون
مسقط صحار سے خاصی تجارت ہندوستان اور ایران کے ممالک سے کرتے ہین ۔ مسقط عمان
کا پاے تخت اور مشرقی عرب کا سب سے بڑا شہر ہے ۔ یہان امام کے کئی عمدہ محل دریا
کے کنارے بنے ہوے ہین ۔ اور ایک شکستہ پرتگیزی قلعہ بھی ابتک باقی ہے
شہرون مین ہندوستانی ۔ بلوچی افریقی ۔ مختلف نسل وقوم کے لوگ تجارتی کاروبار
کی وجہ سے آباد ہوگئے ہین ۔ عرب عمان اباضی فرقے کے مسلمان ہین ۔ جو غالباً
خوارج کا فرقہ ہے ۔ مسقط ۔ عدن کی طرح ایک خشک پہاڑی پر آباد ہے ۔ اور
عرب کا سب سے گرم شہر ہے ۔ اندرون ملک مین رستاک ایک دوسرا مشہور شہر
ہے ۔ جو ایک نہایت زرخیز وادی مین واقع ہے ۔ عمان کی پیداوار ۔ کھجور ۔ گیہون ۔
نمک ۔ اور ہر قسم کے سبزی اور میوے پر مشتمل ہے یہان ایک کوہان والا اونٹ تمام
عرب مین مشہور ہے ۔ اور یہان بھیڑ بکریان بھی کثرت سے پائی جاتی ہین ۔
راس مسندم سے القطر تک کا کنارہ جس کے سامنے مجمع الجزائر بنات البحر ہے ۔ اٹھاروین
صدی مین عرب کے بحری ڈاکوون کا بڑا مرکز تھا ۔ انگریزون نے آخری صدی مین ان کے
شہر راس الخیام پر حملہ کرکے اسکا سد باب کردیا ۔

بہت پرانے زمانے سے عمان کا ملک اپنے امام کے ماتحت خود مختار تھا ۔ زمانۂ
اسلام مین اس ملک کے لوگ مسلمان ہوگئے اور خلافت کے زوال تک اپنے امام
کے ماتحت خلیفہ کے باجگذار رہے ۔ سترھوین صدی مین اہل پرتگیز نے اس ملک
پر قبضہ کرلیا ۔ لیکن شاہ اسمعیل کی جنگ مین پرتگیز کو ایرانیون نے شکست دے کر
انکو یہان سے نکالدیا ۔ ایرانیون کی حکومت کے تھوڑے ایام گذرنے کے بعد صحار کے ایک

عرب نے جو نادر شاہ کی طرح چڑھا ہوا تھا۔ ملک سے ایرانیون کو نکالکر بھیا نکا خود مختار امام ہو گیا
اسنے عمان کی سلطنت کو نہایت قوت دی۔ خلیج فارس کے کنارے اور اُس کے
تمام جزائر پر قبضہ کر لیا۔ اب تک بھی بلوچستان کا ایک بندرگاہ گوادر عمان کے
ماتحت ہے۔ امام مسقط نے ایک مہم افریقہ مین بھی روانہ کی اور مشرقی افریقہ کا
ملک پرتگیز سے چھین لیا۔ اور وہان ایک عرب سلطنت زنجبار کی بنیاد ڈالی
عرصے تک افریقہ کا مشرقی کنارہ زنجبار امامان مسقط کے ماتحت رہا۔ مگر آخر کو
زنجبار کا سلطان علٰحدہ ہو کر انگریزون کے زیر اثر آگیا۔ انھین زمانون مین عمان
مین اکثر اندرونی بغاوتین برپا رہین یہانتک کہ ایک بار بدوی مسقط مین گھس آئے
اور خود امام مسقط کو پناہ کے لیے انگریزی جہاز مین جانا پڑا۔ انگریزون نے
امام کی مدد کے لیے تھوڑی فوج اُتاری اور اسی وقت سے انگریزی اثر عمان پر پھیلنا
شروع ہوا۔ دوران جنگ مین اور جنگ سے پہلے بھی عمان مین اکثر بغاوتین ہوتی رہین
عمان یوروپ کے آلات حرب مشرقی قومون مین پھیلانے کا سب سے بڑا ذریعہ تھا۔ یہان سے
افغان۔ اندرون عرب اور ایرانی یوروپ کے اسلحہ خرید کرے جاتے تھے۔ انگریزون نے
اس کے روکنے کی بڑی کوشش کی۔ اور اس سبب سے اُنکو مسقط مین اپنی نگرانی زیادہ
کرنی پڑی۔ بالفعل امام مسقط انگریزون کا دوست کہا جاتا ہے۔ مگر ترکی سلطنت
عرب سے دور ہونے کے بعد غالباً اب کامل طور سے یہ انگریزون کے اثر کو قبول کرے گا
حال مین امام مسقط کا وزیر ایک انگریزی افسر مقرر ہوا ہے جو براہ راست بغداد کے
سول کمشنر کے ماتحت ہے۔ مسقط مین انگریزی فوج بھی رہتی ہے۔ عمان نے جو کچھ
یوروپ کے اختراعات اور ترقی سے فائدہ اُٹھایا ہے وہ صرف اتنا ہے کہ تیمور بن فیصل

موجودہ امام - مراکش کے سلطان عبدالعزیز کی طرح موٹر پر سوار ہونے لگے ہین -
اور زیادہ تر یوروپ کی فوق البھڑک اشیا - گھڑیان اور دوربینون مین اپنا روپیہ صرف
کرتے ہین لیکن خود ملک تمام تر بدنظمی کا نمونہ بنا ہوا ہے -

النجد نجد کا ملک وسطی عرب مین صحراے شام اور صحراے ربع الخالی کے درمیان
واقع ہے - الاحسا اور جبل شمار کو ملا کر (جو نجد کے حصے سمجھے جاتے ہین) اسکا رقبہ حضر موت
اور ربع الخالی کے برابر ہے - اور آبادی تخمیناً چار ملین ہی - یہ ملک بر دو صحراؤن کے
درمیان سطح سمندر سے دو ہزار فیٹ بلند زرخیز پہاڑیون اور وادیون کا ایک مجموعہ ہی جو ایک
دوسرے کے متوازی چلی گیئن ہین - اور یہی اسکی وجہ تسمیہ ہے - یعنی دو پہاڑیون کے
درمیان کا ملک - شمال مین جبل شمار اسکو صحراے شام سے علٰحدہ کرتا ہے - مشرق مین
اسی طرح جبل طویق کا سلسلہ اس کے اور الاحسا کے درمیان حائل ہے - نجد کی آب
و ہوا خشک اور نہایت مفید صحت ہے - کوہستانی بلندیون پر جاڑون مین برف کی
پتلی چادر بھی جم جاتی ہین - عموماً اندرونی پہاڑ سرسبز و شاداب ہین - اور ان چراگاہون
پر بھیڑ بکریون کی پرورش خوب ہوتی ہے اسلیئے نجد بالخصوص مویشیون کے لیے اور ان
اون کے واسطے زیادہ مشہور ہے - عرب کا مشہور گھوڑا نجد ہی کے کھیت کا ہوتا ہے - نجد کے
صحراون مین شتر مرغ - ہرن - نیل گائین بھی کثرت سے پائی جاتی ہین - یہان کے
اونٹ بھی عمان کے بعد عرب مین سب سے زیادہ عمدہ خیال کیے جاتے ہین
نجد کے مشہور سلسلون کے پہاڑ جنپر انکی زرخیزی کا دارومدار ہے - جبل شمار جبل
خورا - سلمہ - صاک اور طویق ہین -

یہان کے پہاڑی درختون مین ایک لمبا درخت آثم جس کے کوئلے بہت عمدہ

بننے ہین مشہور ہے۔ پہاڑون کے دامنون مین ہر قسم کے میوے اور پھولون کی بھی
کثرت ہے۔ خصوصًا عرار کا پھول نجد مین اپنی بھینی بھینی خوشبو کے لیے زیادہ مشہور ہے
نجد کئی صوبون مین منقسم ہے جنمین سے چند کے نام یہ ہین۔ الریاض۔ وشم۔ سدیر۔ قاسم
حریق۔ فرح۔ جبل۔ صحران۔ افلاج۔ الریاض نجد کا پایۂ تخت ایک بڑے نخلستان
مین واقع ہی۔ اسی کے قریب وہابیون کا پرانا پایۂ تخت درایہ بھی واقع ہے جسکو ترکون نے
برباد کر دیا تھا۔ شمال مین جوف اور بائل جبل شمار کے مشہور شہر ہین۔ الحسا مشرق مین بقیہ
نجد سے ربع الخالی ریگستان کی بالائی شاخ سے جدا ہوگیا ہے۔ یہان کھیتون سے آبپاشی
کی جاتی ہے۔ اور بعض کنوین نہایت خوبصورت بنائے گئے ہین جنپر سفید پتھرون کے
تھپے بنے ہوتے ہین اور دور سے دکھلائی پڑتے ہین۔

اسکی سطح عراق کی طرح چپٹے میدان کی ہی۔ اور دور دور بر کثرت سے کھجورون کے مسلسل
باغات چلے گئے ہین۔ الحسا ایک زمانے مین قرامطیون کا آماجگاہ رہا ہے۔ اور ان کے
سکے اب تک یہان چلتے ہین۔ الحسا مین انگور کی بھی کثرت سے کاشت ہوتی ہے
اور کنارون پر مچھلیان پکڑی جاتی ہین جو خشک کرنے کے بعد ممالک غیر کو بھیجی جاتی
ہین یہان کی مصنوعات بھی عمان کی طرح پیتل اور تانبے کی برتنون۔ قہوہ کی پیالیون
وغیرہ کی ہے۔ القطیف یہان کا مشہور مقام ہے۔ کہتے ہین کہ قدیم رومیون کا شہر
"جرہا" اسی جگہ پر آباد تھا۔ اسکی آبادی تخمینًا بیس سے تیس ہزار ہوگی۔ الحسا کے
قریب ہی بحرین کا جزیرہ ہے جو موتی نکالنے کے لیے مشہور ہے۔ نجد کا
ملک وہابی فرقے کے سبب سے یوروپ مین مشہور ہوگیا ہے۔ عبدالوہاب جس کی طرف
یہ فرقہ منسوب ہی سترھوین صدی مین پیدا ہوا۔ یہ قبرون کی زیارتون اور دوسری

ایسی باتون کا جو قرن اولے کے مسلمانون مین نہ تھین - بہت سخت مخالفت تھا -
امیر نجد نے اسکی لڑکی سے شادی کی اور اسکے اصلاح اسلام کا سب سے بڑا سرگرم
حامی ہوگیا - نجدیون نے اپنی طاقت آخری صدی مین بہت بڑھالی تھی - حتی کہ انھون نے
کربلا - نجف - مکہ اور مدینہ تک فتح کرلیا اور یہان کے تمام زیارتگاہون کو مسمار کرادیا - بالآخر
سلطان محمود کے زمانے مین محمد علی پاشا مصر اور ابراہیم کی ماتحتی مین ترکی فوج بھیجی گئی -
جسنے عبد اللہ امیر نجد کو شکست دیکر قید کرلیا - جنگ سے پہلے تک ترک الحسا پر براہ راست
قابض تھے اور نجد کا علاقہ امیر ریاض - امیر حائل اور امیر کویت تین علحدہ سلطنتون
مین منقسم ترکون کے زیر اثر تھا -

العراق | العراق اس ملک کا نام ہے جو دو دریاؤن دجلہ اور فرات سے ملکر بنا ہے -
یہ علاقہ شمال مین کردستان اور مشرق مین ایران کے پہاڑون کے دامنون سے شروع ہوتا
ہے اور تمامتر مسطح ہے - جبل حمرین تک یہ سطح سمندر سے سو فیٹ سے زیادہ بلند نہین
یہی جبل حمرین عراق کو دو حصون مین تقسیم کردیتا ہے - ایک الجزیرہ جسکو قدیم مین اسوریا
کہتے تھے اور دوسرا نفس عراق جو قدیم مین بابل اور کیلڈیا کہلاتا تھا - جبل حمرین ایک
چھوٹی سی پہاڑی ہے جو سطح عراق سے شاید سو فیٹ سے زیادہ نہوگی - اسی پہاڑیون سے
شاط الادہم اور شاط الدیالہ نکلکر مغربی عراق کو سیراب اور زرخیز بناتے ہین - اور انسے جو
نہرین نکالی گئی ہین اسکے سبب سے دیالہ کا حصہ تمام عراق مین سب سے زیادہ خوشحال اور
قابل زراعت ہوگیا ہے - ان حصون مین خصوصًا نارنگیان نہایت عمدہ اور کثرت
سے ہوتی ہین - زیرین عراق زیادہ نشیب مین واقع ہونے سے اور دریاے فرات کے
متواتر جگہ بدلنے سے دلدلی ہوگیا ہے جہان نے کا جنگل ہے - اسی طرح بصرہ اور بالائی

بصرہ مین شاط العرب کے کنارے نخلستانون کا عظیم جنگل ہے جو دریا سے نہایت سُہانا معلوم ہوتا ہے جہان پر زمین دلدلی نہین وہان فرات پر بند بنانے سے زمین نہایت زرخیز ہوگئی ہے اور یہ حصہ کربلا حلہ کا آجکل تمام عراق کے غلون کی منڈی خیال کیجاتی ہے۔ بالائی عراق مین درخت کم ہوتے گئے۔ اور بجز بغداد اور موصل کے تمام زمین لق ودق میدان ہے۔ جس کے کنارے کنارے تھوڑی بہت کاشت ہوتی ہے موصل ولایت کے مغرب کُردون کے اضلاع سلیمانیہ اور کرکوک کے پہاڑ بلوط کے چھوٹے چھوٹے درخت سے ڈھنکے ہوئے ہین اور یہان سے کثیر مقدار گوند کیترہ کے برآمد ہوتی ہے۔ یہ اضلاع دُو بڑے دریا زراب اسفل اور زراب اعلےٰ سے سیراب ہوتے ہین اور دیالہ اور حلہ کربلا اضلاع کے بعد یہ خطے عراق کی سب سے زیادہ زرخیز سمجھے جاتے ہین عراق کی پیداوار بالفعل کھجور۔ سنگترے۔ انار۔ انگور۔ گیہون۔ چانول۔ روئی ہے۔

جانورون مین بھیڑ بکریان۔ اونٹ۔ گھوڑے بھی خاصی تعداد مین ہین۔ بغداد کا سفید گدھا بہت قیمتون پر بکتا ہے۔ معدنیات مین یہان کوئلہ اور نفت کی کانین زیادہ ہین۔ ترکون کے زمانے مین عراق ۳ ولایت موصل۔ بغداد اور بصرہ مین منقسم تھا۔ اور یہ تینون ولایت جدا جدا براہ راست قسطنطنیہ کے ماتحت تھے اسلیے عراق ترکون کے وقت تک کوئی مستقل ملک تسلیم نہ کیا جاتا تھا۔

عراق کی آبادی موجودہ شمار کی رو سے ۳ میلون کے قریب ہے۔ اسمین تقریباً پچاس ہزار یہودی اور اتنے ہی نصرانی اور دس ہزار کے قریب ستارہ پرست صابی جنکا بڑا مرکز سوق الشیخ اور عمارہ ہے اور اسی کے قریب تعداد مین شیطان پرست یزیدی ہین جنکا مرکز موصل کے مغرب جبل سنجار ہے۔ عراق کا رقبہ ایک لاکھ بیس ہزار مربع میل ہے۔

عراق کے مشہور شہرون مین سب سے پہلے تو بغداد ہے جو خلفائے بنی عباس کا مشہور مرکز خلافت تھا۔ آجکل بھی یہ شہر اگرچہ اپنی پُرانی عظمت پر باقی نہین۔ مگر تب بھی عراق کا سب سے بڑا شہر اور تجارت کا مرکز ہے۔ انگریزون کے قبضہ کے بعد سے بغداد اب موصل سرحد ایران اور بصرہ سے ریلون کے ذریعے سے ملا دیا گیا ہے اور اسکی تجارت روز بروز ترقی پر ہے۔ یہان پُرانے بزرگون اور ائمہ کے مشہور مزار ہین جنمین امام ابوحنیفہ رح شیخ عبدالقادر جیلانی۔ امام کاظم رح۔ معروف کرخی رح کے مزارات زیادہ مرجع انام مین موصل الجزیرہ کا دوسرا مشہور شہر خوبصورت سفید پتھرون کا بنا ہوا ہے۔ اُسی کے قریب قدیم اسوری شہر نینوا کا خرابہ ہے۔ بصرہ عراق کا بندرگاہ بغداد کے بعد عراق کا دوسرا شہر ہے۔ اسکی بنیاد حضرت عمرؓ نے ڈالی تھی۔ اسی کے قریب حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ دو اصحاب رسول اللہ صلعم کے مزار ہین۔ کربلا مین حضرت امام حسینؓ اور نجف اشرف مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مدفن ہے۔ سامرہ مین حضرت امام نقی اور تقی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار ہین۔ عراق کے دوسرے مشہور شہر حلہ (جس کے قریب بابل کے کھنڈرات ہین) اربیل (جہان پر سکندر نے دارا کو شکست دی تھی) کرکوک۔ سلیمانیہ۔ خانقین۔ یعقوبیہ اور عمارہ ہین۔ عمارہ جدید طرز پر بنایا گیا ہے۔ اور دریا سے بہت خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ عراق مین کہتے ہین کہ حضرات عزیرؑ۔ یونسؑ۔ حزقیلؑ اور دانیالؑ اور ہوشع نبیون کی قبرین بھی ہین۔

الشام شام کا ملک شمال مین سلیسیا اور طارس جنوب مین حجاز اور سینائی۔ مغرب مین صحرائے شام اور مغرب مین بحر روم سے محدود ہے۔ اسکا رقبہ بہت بڑا ہے یعنی تقریبًا نوے ہزار مربع میل ہے اور آبادی آخری مردم شماری کے رو سے پانچ ملیون تھی

جنمین سے ایک ملیون یہود - مختلف فرقون کے نصرانی - نصیری اور دروزی وغیرہ ہین

شام کا ملک تین حصّون مین منقسم ہے - ایک تو نفس شام جو دامن لبنان سے صحرائے شام تک میدانی خطہ ہے دوسرا کوہستانی مغربی علاقہ جو لبنان اور لبنان کی شاخون سے پیدا ہوا اور جو قدیم مین فنشیا کہلاتا تھا - تیسرا حصہ جنوب کا فلسطین یا ارض المقدس ہے جو خلیج مردار سے ایک طرف اور سینائی سے دوسری طرف محدود ہے -

کوہستانی علاقہ شام کا جس کے سلسلہ کوہستان بحر روم کی موسمی ہوا کی روک کرکے اسکو سیراب کرتے ہین - تمام شام مین سب سے زیادہ زرخیز ہے - شام کا میدان بھی مختلف نہرون سے زرخیز ہوگیا ہے - خصوصاً دمشق کے گرد کا علاقہ جہان کے باغات اور نہرین تمام عرب مین مشہور ہین اور گویا دمشق عرب کا بہشت ہے فلسطین ان تمام خطون سے کم زرخیز اور بے ثروت ہے -

شام کے مشہور شہرون مین دمشق شام کا مرکز دنیا کا سب سے قدیم شہر ہے جو اب تک اسی جگہ اور اسی نام سے دنیا مین باقی ہے - اس جگہ خالد سیف اللہ اور ابا عبیدہ کا مزار ہے - اور کئی دوسرے اصحاب رسول اللہ صلعم بھی یہان مدفون ہین - یہی شہر خلافت بنی امیہ مین اسلامی سلطنت کا مرکز تھا - دمشق کی مشہور عمارت مسجد اموی جو عبدالملک نے تیار کرائی تھی - نہایت خوبصورت اور عالیشان ہے - دمشق کی آبادی بالفعل ۳ یا چار لاکھ کے قریب ہوگی - یہ بیروت حلب - یروشلیم مدینہ سے ریلون سے ملا ہوا ہے - اور تجارت کا خصوصاً سب سے بڑا مرکز ہے - حلب شمالی شام کا مشہور شہر دمشق سے بڑا اور پر رونق ہے - بیروت شام کا بندرگاہ وسعت آبادی - تجارت خصوصاً تمدن اور تعلیم مین تمام شام کے شہرون سے ممتاز ہے موجودہ حلب اور بیروت کا

بڑا حصہ بالکل یوروپین طرز کا ہوتا جاتا ہے۔ یروشلیم مذہب اسلام۔ نصاریٰ اور یہود کا مقدس مقام سمجھا جاتا ہے۔ یہاں پر مسجد حضرت عمرؓ جو حضرت سلیمانؑ کے ہیکل کے کھنڈرات پر تعمیر کی گئی ہے اور جسکو مسجد اقصےٰ کہتے ہین نہایت مشہور عمارت ہی۔ شام کے دوسرے مشہور شہر انطاکیہ۔ حمص۔ بعلبک۔ عکہ۔ جافا۔ طرابلس اور نابلس اور فرہ غتیاب۔ حاران ہین شام کی پیداوار مین لبنان کے صنوبر کی لکڑیان۔ انگور۔ نارنگیان سنترے۔ انار۔ زیتون۔ گیہون۔ جو۔ جوار۔ مکا۔ روئی۔ ریشم ہین۔ کنارون سے اسپنج نکالا جاتا ہے۔ مصنوعات مین ریشمی کپڑے۔ چادرین۔ لکڑی اور ہاتھی دانت کا کام نہایت خوبصورت بنایا جاتا ہی۔

یہان بھی بنی اسرائیل کے پیغمبرون مین سے حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ کی قبرین الخلیل (حبرون) مین ہین اور حضرت داؤدؑ۔ حضرت سلیمانؑ۔ حضرت یحییٰؑ حضرت ذکریاؑ کی قبرین القدس مین بتائی جاتی ہین۔ اور یہ سب عوام کی زیارتگاہ ہین۔

ترکون کے زمانے مین شام تین ولایات حلب۔ دمشق اور بیروت اور دو متصرفیت یا سنجاق القدس اور دیر الزور مین تقسیم تھا۔ ان کے بعد موجودہ جنگ مین شام اور بیروت پر فرانسیسون کا اور فلسطین پر انگریزون کا قبضہ ہوگیا کچھ دنون تک شریف مکہ کے بیٹے امیر فیصل نے حلب دمشق پر ایک عربی سلطنت کی بنیاد ڈالی تھی۔ مگر اب فرانسیسیون نے انکو بے دخل کرکے براہ راست قبضہ کرلیا ہے۔

۳ المصر مصر ممالک عرب مین سب سے زیادہ ممتاز اور متمدن عرب کے مغرب براعظم افریقہ مین واقع ہے۔ یہ ملک دریاے نیل کے دونون طرف کی مسطح زمین یعنی وادی النیل اور مشرق اور مغرب کے دو ریگستان صحراے العرب اور صحراے لیبیان سے ملکر بنا ہے۔

جزیرہ نما سینائی کو ملاکر اسکا مجموعی رقبہ چار لاکھ مربع میل ہے اور آبادی ۵ املیون نفوس
ہے۔ وادی النیل یعنی نیل کے کنارے کی سطح اور زرخیز زمین کے اور ریگستان کے درمیان
دو متوازی مسلسل پہاڑیان شمال سے جنوب تک چلی گئی ہین۔ جو قاہرہ کے قریب جبل
مقطم پر ختم ہو جاتی ہین۔ وادی النیل دو حصون مین منقسم ہے۔ ایک شمالی جسکو زیرین مصر
اور ڈلٹا بھی کہتے ہین دریاے نیل کے دو شاخون کا تکونا خطہ بحر روم اور قاہرہ کے درمیان
واقع ہے۔ جنوبی یا بالائی مصر قاہرہ سے لیکر ۲۲ ڈگری عرض البلد تک جو وادی خلفا پر ختم ہوتی
ہے۔ اسکا مجموعی رقبہ ۱۲ ہزار مربع میل ہے اور یہ دنیا کا سب سے زرخیز خطہ کہلاتا ہے جسکی وجہ
یہ ہے کہ افریقہ اور حبش مین کثرت بارش کی وجہ سے نیل دریا نومبر مین پھیل کر تمام
وادی کو پر آب کر دیتا ہے اور جب وہ اپنی اصلی جگہ پر آجاتا ہے تو اسکے پیچھے سیاہ مٹی کی
ایک تہ جم جاتی ہی۔ جو زراعت کے لیے نہایت عمدہ کھاد ہے۔ نیل کی طغیانی سے
اور زیادہ فائدہ اُٹھانے کے لیے موجودہ زمانے مین بہت سے بند بنائے گئے ہین جنمین سے
اسوان کا بند سب سے زیادہ بڑا اور مشہور ہے۔ اس کے علاوہ زیرین اور بالائی مصر مین
کئی نہرین بھی کاٹی گئی ہین جنمین نہر یوسف۔ برکتہ القارون اور نہر محمودیہ زیادہ مشہور ہین
مصر کی مشہور کاشت گنّہ اور کپاس ہی۔ اس کے علاوہ کھجور۔ زیتون۔ گیہون۔ جو۔ جوار
اور دوسرے قسم کی پیداوار بھی کثرت سے ہوتی ہی۔ مصر مین شکر بنانے کے کئی کارخانے
بھی موجود ہین۔ اور خصوصًا یہ شکر جو مخروطی شکل کی ڈھیلے مین بنتی ہے۔ مغربی ایشیا کو کثرت سے
بھیجی جاتی ہے۔ ہندوستان مین اسی کا نام مصری ہے۔ مصر مین جنگلات نہین۔ اور معدنیات
مین بھی بجز چند قسم کے پتھرون کے جو عمارت کے کام مین آتے ہین۔ کوئی دوسری چیز قابل
تذکرہ نہین صحراے لیبیان مین چند نخلستان یا واحات پائے جاتے ہین جن مین

داحات داخلیہ داحات خارجیہ اور برقہ اور مصر کے درمیان سنوسیؤں کا مرکز جغبوب زیادہ مشہور ہین۔ صحراے عرب مین کنارے پر ایک بندرگاہ القصیر کے علاوہ زیادہ حصہ ویران ہو۔ اندرون صحرا مین بعض مقام قدیم نصرانیون کے خانقاہون کے یے مشہور ہے۔ صحراے طور سینا بنی اسرائیل کی چالیس سالہ صحرانوردی اور حضرت موسےؑ کی نبوت و تکلیم ربانی جسکا ذکر مفصل کتاب موسےؑ کے خروج مین ہے۔ مشہور ہے۔

اہل یورپ کا خیال ہے کہ خدا کا شعلون کے درمیان جلوہ گر ہونا۔ اور پہاڑیون کا ترکنا وہ اصل مین سینائی کی آتش فشانی تھی جس کے لاوا کے آثار اب بھی پائے جاتے ہین۔ اندرون ملک مین جہان پانی پایا جاتا ہے۔ وہان چند چھوٹے نخلستان پیدا ہوگئے ہین مگر عموماً یہ خطہ ریگستانی اور بنجر ہے مصر کے مشہور شہرون مین قاہرہ مصر کا پاے تخت اور براعظم کا سب سے بڑا شہر قدیم شہر ممفس اور مسلمانون کے اول شہر فسطاط کے جگہ پر واقع ہے۔ اسکی آبادی سات آٹھ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ اسی کے قریب مشہور قدیم اہرام مصری ہے جس کے نسبت محققون کا خیال ہو کہ قبل طوفان حضرت نوحؑ بنائے گئے تھے۔ یہ اصل مین قدیم مصریون کا قبرستان تھا۔ جہان وہ لاشون کو مصالح لگاکر اسکی کوٹھریون مین بحفاظت رکھ دیتے تھے۔ ان لاشون مین سے فرعون کی بھی لاش دستیاب ہوئی ہے جو آجکل قاہرہ کے عجائب خانہ مین ہے۔ غالباً یہ لاش قدیم مصریون کو جیسا قرآن مین ہے بحراحمر سے دستیاب ہوئی تھی اور انھون نے اسکو مصالحہ لگاکر قبرستان مین رکھ دیا تھا۔ قرآن شریف مین فرعون کی لاش کا دریا مین غرق ہونے سے بچا رہنا تاکہ وہ آیندہ زمانے کے لیے باعث عبرت رہے اسکا پورا ذکر ہے۔ اور اس لاش کے برآمد کے بعد اسکی پوری تصدیق ہوئی قاہرہ کا عظیم الشان اسلامی مدرسہ الازہر جو ملوک بنی فاطمہ کے وقت سے چلا آتا ہے

قدیم عربی علوم اور مذہبی تعلیم کا سب سے بڑا مرکز ہے - خدیو اسمٰعیل پاشا نے اپنے وقت مین
قاہرہ کو بڑی ترقی دی اور نیا قاہرہ بالکل پیرس کا نمونہ ہوگیا ہے - قاہرہ شام
اسکندریہ اور سوڈان سے بذریعہ ریلوے ملا ہے - سوڈان کی ریل غالبًا اندرون افریقہ
مین بڑھا کر سب سے جنوب کیپ ٹاون سے ملادی جائے گی - اسکندریہ مصر کا سب سے بڑا بندرگاہ
بحر روم کے تمام بندرگاہون مین دوسرے نمبر پر ہے اور صرف مارسیلیز سے کچھ چھوٹا ہے - اسکی
آبادی ۴ یا ساڑھے چار لاکھ ہے - اور تجارت کا سب سے بڑا مرکز ہے - نیا اسکندریہ ترقی اور
تمدن اور عمارتون کی بلندی اور سڑکون کی کشادگی مین کسی طرح یورپ کے شہر سے کم نہین -
مصر کے دوسرے مشہور شہر - دمیاط رشید - طنطا - سویز - پورٹ سعید سیٹو - اسوان
وغیرہ ہین -

مصر ایک زمانے تک ترکون کے براہ راست ماتحت رہا - اٹھاروین صدی مین والی
مصر محمد علی پاشا نے خودمختار ہوکر ترکون پر حملہ کیا اور تقریبا تمام شام فتح کرلیا - مگر آخر کار یورپ نے
بیچ مین پڑکر صلح کرادی - اسکے بعد مصر سلطان کا باجگذار رہا - خدیو اسمعیل نے اپنے
وقت مین نہر سویز کھدوانے قاہرہ کو ترقی دینے اور سلاطین یوروپ کی دعوتون سے
مصر کو نہایت مقروض کرلیا - بابعالی نے خدیو کو معزول کردیا - روس - انگلینڈ اور فرانس
نے مصر کی مالی نگرانی کے لیے ایک کمیشن مقرر کیا مصریون کو یوروپ کی یہ دست اندازی
برداشت نہوئی اور انھون نے عربی پاشا کے ماتحت بغاوت کردی - انگلینڈ نے فوج
بھیجی جسمین عربی کو شکست ملی - اس کے بعد فرانس اپنے حقوق سے دست بردار ہوگیا -
اور اب مصر پر انگریزون کی نگرانی مستقل ہوگئی - بلکہ انکی فوج بھی رہنے لگی - مصر نے
اس سے پہلے وادی حلفہ کے جنوب مشرقی سوڈان تا انتہائے منبع نیل اپنے قبضہ مین

کر لیا تھا۔ مگر تھوڑے عرصے کے بعد مہدی سوڈان نے مصریون کو وہان سے نکالدیا انگریزون
اور مصریون کی ایک اور مہم بھیجی گئی۔ سوڈان پھر فتح کیا گیا اور سوڈان پر بھی انگریزون کے
حقوق بڑھا دیے گئے۔ جنگ موجودہ مین ٹرکی کے تمام حقوق بھی انگریزون نے چھین لیے
اسکے بعد جو کچھ واقعہ ہوا وہ مصر کا موجودہ مسئلہ ہے۔

طرابلس الغرب

طرابلس الغرب اور طونس الجزائر سے مشرق و مغرب اور صحارا افریقیہ
سے جنوب کی طرف محدود ہے۔ اسکا رقبہ بھی مصر کے برابر ہے مگر آبادی کا تخمینہ دو ملیون سے
زائد نہین کیا گیا۔ یہ تین حصون مین منقسم ہے۔ اول بارقہ دوسرے نفس طرابلس تیسرے
فیضان جوان دونون کے جنوب صحراے اعظم مین واقع ہے۔ طرابلس اور برقہ کا خطہ
"تلن" مین واقع ہے۔ یہ ہماری زبان مین ٹیلے کا مرادف ہی۔ یہ ٹیلے بحر روم کے موسمی ہواؤن
سے سیراب ہوکر زراعت کے لیے بہت موزون ہوگئے ہین جہان ہر قسم کی سبزی۔ میوے
غلے کی عمدہ کاشت ہوتی ہی۔ ان خطون مین زیتون کے درخت بھی کثرت سے پائے جاتے ہین
برقہ جو قدیم مین سیرینکا کہلاتا تھا بہ نسبت طرابلس کے زیادہ زرخیز ہے۔ جبل اخضر جو اندرون
ملک مین واقع ہے اسکا سب سے زیادہ شاداب خطہ ہے۔ فیضان اصل مین صحارا کا ایک
خطہ ہے جسمین جابجا نخلستان پائے جاتے ہین۔ اسی مین نخلستان مرزوق فیضان کا
پائے تخت شمال سے سوڈان کے کاروان کے سر راہ واقع ہونے سے افریقہ اور یوروپ کی
تجارت کی منڈی ہے۔ ان ریگستانون مین شتر مرغ۔ شیر۔ جیراف زیبرہ۔ اونٹ پائے
جاتے ہین۔ سوڈان سے عموماً ہاتھی دانت اور شتر مرغ کے پر طرابلس کے ذریعہ یوروپ مین
جاتے ہین۔ طرابلس کے ٹیلون مین ایک قسم کی گھاس جو کاغذ بنانے کے کام آتی ہے بہت
کثرت سے یوروپ کے ممالک کو بھیجی جاتی ہے۔ طرابلس الغرب کی آبادی کا زیادہ حصہ

عرب ہو۔ قبائل بربرکے بھی کچھ لوگ ہین جو عموماً عربون سے بہت کم فرق رکھتے ہین کچھ حصہ آبادی کا حبشی النسل بھی ہے کنارے کے شہرون پر یہودیون کی خاصی تعداد ہے۔

طرابلس ۱۹۱۱ء تک ترکون کے براہ راست ماتحت تھا۔ اسی زمانے مین اطالیون نے اچانک حملہ کرکے کنارے کے شہرون پر قبضہ کرلیا۔ ترکون نے کچھ دنون تک کامیاب مدافعت کی۔ لیکن جنگ بلقان کے چھڑ جانے سے مجبوراً انکو یہ ملک عربون کو سپرد کرنا پڑا اور اسوقت سے اطالیون کی مدافعت خود عرب کررہے ہین۔ طرابلس کا مشہور فرقہ سنوسی جو افریقہ مین سلام کی کثیر الاشاعت کا ذمہ دار ہے ان عربون کی سرداری کررہا ہے۔ سنوسیون نے دوران جنگ مین صحراے لیبیا ن پر قبضہ کرلیا تھا۔

طرابلس کے مشہور شہرون مین طرابلس بحر روم کے کنارے تجارتی بندرگاہ ہے جہان مالٹا۔ اطالیہ اور طونس کی تجارت کے درآمد اور برآمد ہوتی رہتی ہے۔ یہین سے طونس کو کاروان کی راہ جاتی ہے۔ اسکی آبادی تخمیناً پچاس ہزار ہوگی۔ بنغاری بارقہ کا پاے تخت بھی تجارت کا مشہور شہر ہے۔ اسکی آبادی تخمیناً تیس ہزار ہوگی۔ فیضان اندرون ملک کا پاے تخت مرزوق جیسا ذکر ہوچکا ہی سکاروانی تجارت کا مرکز ہے۔ اور یہی شیخ سنوسی کا ہیڈکوارٹر ہے۔

الافریقیہ یا طونس طونس کا ملک ممالک بربری مین سب سے چھوٹا مگر سب سے زیادہ متمول ہے۔ اسکا رقبہ اٹلی کے قریب قریب ہی۔ اور آبادی تین ملیون ہے۔ یہ خطہ بھی دو حصے یعنی شمال کا تل اور جنوب کا صحرائی میدان جس کے درمیان اندرونی خلیج۔ شاط الجرید حد فاصل ہے منقسم ہے۔ تل حصہ طونس کے بڑے حصون مین شامل ہے اور یہان ہر قسم کی کاشت انگور، سنگترے۔ زیتون۔ کاغذ بنانے والی گھانس۔ کارک کے

درخت اور دوسرے پہاڑی پیداوار شل پستہ۔ بادام۔ اخروٹ کے ہوتی ہیں طونس کی آب وہوا نہایت صحت بخش ہے۔ اور بحر روم پر بزرطہ اہل یوروپ کا سینٹوریم کہلاتا ہی۔ قدیم مین یہی خطہ اہل کارتھیج کی قوت کا اصلی مرکز تھا۔ سمندر کے کنارے سے اسپنج نکالا جاتا ہے۔ ملک مین چند لوہے۔ تانبے اور کوئلے کی کانین بھی ہین یہان کے مشہور مقامات مین طونس پائے تخت تقریبًا ایک لاکھ آبادی کا بڑا شہر ہے۔ اسی کے قریب کارتھیج کا خرابہ ہی۔ قیروان اسلامی مدارس کے لیے زیادہ مشہور ہے۔ یہان پر فاتح افریقہ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کی قبر بھی ہے۔ انھین کے نام پر ایک عالیشان مسجد طونس مین نہایت مشہور ہے۔ سفاقس طرابلس کی سرحد پر طرابلس کے مبادلات تجارت اور کاروان کے ٹھہرنے کی مشہور جگہ ہے۔

طونس ترکون کے زمانے مین ایک باجگذار سلطنت رہی۔ عرصہ تک اسکی بحری قوت نہایت زبردست تھی جس سے تمام یوروپ کانپتا تھا۔ ۱۸۸۲ء مین طونس کو فرانس نے اپنے اثر مین لے لیا۔ اور اسوقت سے ابتک یہ فرانس کی محکومیت مین اپنے امیر کے برائے نام پایۂ تخت سمجھا جاتا ہے۔ خواہ انگریزی اور فرانسیسی اثرات مصر اور طونس کے بارے مین کیسا ہی مکروہ ہون ہمکو اسی بات کا اقرار کرنا پڑے گا کہ جو کچھ اقتصادی اور تمدنی شرف ان دو عربی ممالک نے پچھلے بیس تیس سال مین حاصل کیا ہی وہ ان ہی یوروپین اقوام کی بدولت ہے۔ طونس مین اب ہر طرف ریلوے جاری ہین جو الجیریا اور افریقہ کے دوسرے مقامات سے ملی ہوئی ہین۔ بندرگاہون مین تجارت کو بہ نسبت پہلے کے زیادہ ترقی ہوا اہل ملک نے تجارتی کاروبار اوسکا خانہ مین زیادہ حصہ لینا شروع کیا ہے۔ اور رفتہ رفتہ ان سے جمود کی بیماری دور ہوتی جاتی ہو۔ مگر اس کے ساتھ ہی

کہ یوروپ کی مارل خرابیاں بھی ان ممالک مین کثرت سے پھیلتی جاتی ہین۔ طونس اور مصر مین شراب خواری بہ نسبت دیگر ممالک عرب کے زیادہ ہے۔

الجزائر الجزائر طونس اور مراکش کے درمیان عربی ممالک کا وہ بدقسمت ملک ہے جسکو فرانسیسون نے پچاس ساٹھ برس سے اپنی کالونی بناکر عرب کو بیدخل کررہے ہین اور انکو رفتہ رفتہ جنوبی صحرا مین نکال رہے ہین۔ ان عربون کے ساتھ جو سختیان برابر کی جارہی ہین اسکی مثال نہ جاپانیو کی اہل کوریا پر۔ نہ جرمنون کے افریقون پر اور نہ زار روس کے سائبریا پر مظالم سے ملتی ہے عربون کو تعلیم بھی اسوجہ سے نہین دیجاتی کہ انکی آنکھین کھلین وہ اپنے حقوق کو پہچاننے نہ لگین انکو حج مین جانے کی بھی بہت رکاوٹین کی جاتی ہے۔ کچھ عرصے تک فرانسیسی عربون کو عام لونڈی غلامو نکی طرح فروخت کرتے رہے۔ الجزائر کے یہودیون کو فرانسیسی حقوق ملگئے ہین اور یہ یہودی جواب عربون سے اپنی اس ذلت کا بدلہ لے رہے ہین جو انکو بزعم خود عربون کے وقت مین ملتی رہتی تھین۔

یہ ملک جبل اطلس کے مشرقی سلسلے سے دو حصون مین تقسیم ہوگیا ہے۔ شمالی کوہستانی علاقہ طونس اور طرابلس کے ٹیلون کی طرح زرخیز ہے۔ کوہستان مین جنگلی درخت بھی پائے جاتے ہین۔ اور یہان کی پیداوار بھی تقریبًا وہی ہے۔ جو طونس کی ہے۔ معدنیات مین سیسے۔ تانبے۔ سرمے کی کانین ہین جنگلی حیوان مین شیر۔ چیتا۔ بندر بھی صحرا کے کنارے پائے جاتے ہین۔ الجیریا کا رقبہ دو لاکھ مربع میل ہے اور آبادی ۴ ملیون ہے۔ جنمین سے ڈیڑھ ملیون فرانسیسی۔ یوروپ کی دوسری قومین اور یہودی ہین۔ الجیریا تین صوبون الجیرس۔ بون۔ قسطنطین مین منقسم ہے۔ الجیریا بہت خوبصورت

عمارتون کا شہر مغربی افریقہ کا سب سے بڑا بندرگاہ ہے عموماً یہاں کی عالیشان عمارتین سب فرانسیسیون کی بنوائی ہوئی ہین۔ عربون کا کوارٹر ویسا ہی تاریک اور ذلیل ہے۔ جیسا وہ ہزار برس پہلے کا تھا۔ فرانسیسیون سے پہلے خاص الجزائر مین دو سو سے زائد مساجد تھین۔ مگر فرانسیسیون کے ایام عہد مین صرف چھ سات مسجدین باقی رہ گئی اور باقی یا تو مسمار کرا دی گئین یا انہین گورنمنٹ آفیس اور دوسری عمارتین کر دی گئین۔ شہر الجیریا کی موجودہ آبادی کا اندازہ ڈیڑھ لاکھ ہے۔ بون۔ قسطنطین دوسرے مشہور شہر سمندر کے کنارے واقع ہین جنوبی الجیریا جو صحرا سے الجیریا کہلاتا ہے۔ عین غات کا نخلستان زیادہ مشہور ہے۔

سو برس کا عرصہ ہوا کہ الجزائر کے بحری قزاق یوروپ کے لیے نہایت مخدوش اور خطرناک تھے۔ انگریزون کی ایک عربی مہم لارڈ ایکسموتھ کے ماتحت بھیجی گئی جسنے الجیریا پر گولہ باری کی مگر اسکا نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ ۱۸۳۰ء مین فرانسیسیون نے اس بہانے پر کہ امیر حسین اسوقت کے حاکم نے قونصل فرانس کی بے حرمتی کی۔ فرانسیسیون نے حملہ کرکے اس ملک پر قبضہ کر لیا۔ تقریباً ۱۸۵۰ء تک عبد القادر الجزائری کے ماتحت عرب دبر سر پیکار رہے۔ مگر فرانسیسیون نے آخرکار ملک پر پورا تسلط جما لیا۔ عبد القادر الجزائر کو فرانس نے نہایت احترام سے دمشق مین نظربند کرا دیا۔

المراکش یا مغرب الاقصیٰ

ممالک عرب کا آخری ملک جو سب سے پہلے خلافت سے جدا ہوا تھا اور سب سے آخر غیر قومون کی ہوس کا شکار رہا شمالی افریقہ کا نہایت زرخیز خطہ مغرب مین بحر اطلانتک۔ شمال مین بحر روم اور اسپین جنوب و مشرق مین الجزائر و صحارے محدود ہے اسکا رقبہ ڈیڑھ لاکھ مربع میل ہے اور آبادی کا تخمینہ نو ملیون کیا گیا ہے۔

مراکش الجزائر کی طرح کوہ اطلس کے سلسلے سے جو مغرب سے مشرق کو چلا گیا ہے۔
دو حصون مین تقسیم ہوگیا۔ شمال کا حصہ آب وہوا اور پیداوار مین جنوبی یوروپ سے شباہت رکھتا ہے
جنوب کے میدان اور وادیان کھجور کی کثرت کے سبب سے بحر النخل (یعنی کھجورون کا سمندر)
کہلاتے ہین۔ مدت سے سلاطین اور قوم کی جہالت سے اسکے بڑے بڑے زرخیز خطے
بیکار پڑے رہگئے ہین جنکی طرف کوئی توجہ نہین دیجاتی معدنیات کی کثرت کا بھی قیاس
کیا گیا ہی۔ لیکن ابتری اور بدنظمی سے کسی قسم کی ترقی ممکن نہین۔ یہان کی خاص پیداوار
گیہون۔ چانول۔ جو۔ کھجور۔ زیتون۔ روئی ہین۔ مصنوعات مین چمڑے اور چاندی وسونے
کے کام کی کچھ صنعت شہرون مین باقی ہے۔ مگر ادنے حالتمین مراکش کے مشہور شہرون
مین فاس پایۂ تخت شمال مراکش کا سب سے بڑا شہر ہے اور یہ قدیم عربی علوم اور
مذہبی تعلیم کا مرکز سمجھا جاتا ہے۔ اسکی آبادی ایک لاکھ سے زائد تخمینہ کی گئی ہے۔ اسی جگہ
ادریس اول اور ثانی کا جنھون نے خود مختار سلطنت مراکش کی بنیاد ڈالی ہے انکے
مزارات ہین جنکی اہل مغرب بڑے عزت کرتے ہین۔ شہر مین یہودی کاریگر بھی کثرت
سے آباد ہین۔

مراکش جنوب مین دوسرا مشہور شہر ہے۔ طنجہ بحر روم پر مراکش کا بندرگاہ ہے
جہان اہل یوروپ کے قونصل خانے اور ڈاک خانے ہین۔ اسی کے قریب سبطہ اور
حوالی کے جزائر جبرالٹر کے مقابل واقع ہین جو عرصے سے اسپین کے قبضے مین چلے
آتے ہین۔ اہل اسپین اب تمام شمالی کنارہ جو الریف کا ملک کہلاتا ہی دعوے
کرتے ہین مغرب کے کنارہ بحر اطلانٹک پر مغور اور دار البیضا جو فرانسیسی مین کسلینکا کہا جاتا ہے
دو مشہور بندرگاہ ہین۔ مراکش سنہ ۱۹۱۲ء تک خود مختار سلطان کے قبضے مین تھا۔ مگر

اسی زمانے مین فرانسیسون نے ملک کی بدنظمی اور بغاوت سے فائدہ اٹھاکر ایک دستہ فوج بھیجکر مراکو کو اپنے زیر نگرانی مین لے لیا ۔ سُنا جاتا ہے کہ اب الجیریا سے قاہرہ تک ریل بھی تیار کردی گئی ہے ۔ فرانسیسی قبضہ ضرور بدقسمتی ہے مگر بہر صورت نا اہل سلاطین سے بہتر ہے

چھٹا باب

مستقبل عرب

۱۹۱۴ء مین جسوقت یوروپ کی عالمگیر جنگ مشتعل ہوئی ۔ عرب کی کوئی سلطنت مشرق اور مغرب مین باقی نہ رہگئی تھی ۔ مراکش ۔ الجزائر ۔ طونس فرانس کے ماتحت تھا ۔ طرابلس الغرب پر اطالیون کا اگر عملی قبضہ نہین ہوا تو کاغذی قبضہ ہوچکا تھا اور اس زمانے مین مملوک بنانے کے لیے اتنا ہی کافی ہے ۔ مصر سلطان ٹرکی کا باجگذار اور انگریزون کی نگرانی مین حجاز ۔ یمن ۔ شام عراق ترکون کے براہ راست ماتحت ۔ نجد و عمان ان کے زیر نگرانی ۔ عدن انگریزون کے براہ راست قبضے مین اور حضر موت کے روسار کچھ تو انگریزی سلطنت کے خدام اور ہوا خواہ اور کچھ سلطنت ترکی کے ۔

آزادی انسان کا فطری جوہر ہے اور دنیا مین کوئی قوم نہین جسکی آزادی سلب ہونے کے بعد اُسکے پھر واپس ملنے کے لیے پیچ و تاب نہ کھاتی ہو ۔ البتہ ہر قوم کی فکر بقدر اُسکی ہمت اور اُسکے موجودہ و گذشتہ حالت کے ہے بعض جگہ فطرت نے ایسی کمزور قومین پیدا کردی ہین جو اپنے طاقتور غاصب کے مقابلے سے عاجز ہین ۔ بعضون پر ایک مدت کی جفاکشی کے بعد آرام طلبی کی قدرتاً خواہش بڑھ جاتی ہے جسپر حکمران قومین چالاکی سے تھپکیان دیکر اونکی نیم بیداری کو آسودہ نیند سے بدل دیتے ہین ۔ اور انکے تمام

اعضائے رئیسہ جواب دے بیٹھتے ہین - یہ دونون صورتین ہمارے بدقسمت ہندوستان
کی ہین - تیسری صورت ان لوگون کی ہی جنمین دماغی جسمانی اور اخلاقی خصائل موجود
ہین - مگر اپنر جہالت کا ایسا تاریک پردہ پڑا ہوتا ہے کہ اُسکے آگے کسی فطری خوبی کی کچھ
پیش نہین جاتی. جہالت کی بلا جس قوم مین لگی - اسکے ساتھ تفرقے اور پھوٹ بھی پیدا
ہونے ضروری ہوتے ہین - جاہل قومون کے افراد اپنی آسائش اور تن پروری سے زیادہ
دوربین نہین ہوتے اور ایثار نفسی تو اُنکے وہم وگمان مین بھی نہین ہوتی - زبردست مکر
چالاک قومین جب اپنر غالب ہونا چاہتی ہین تو وہ ایسی قوم کے ذی اثر لوگون کو دُنیاوی
لذات کے سبز باغ دکھا کر اپنا مُرید بنا لیتی ہین اور انھین کے ہاتھون سے انھین کی قوم کو
اسیر کراتی ہین - یہ صورت عربون کی ہی -

عربون نے قومی آزادی کے لیے اس سَو سال مین جدوجہد ضرور کی - مثلاً الجزائر مین
عبد القادر - مصر مین محمد علی - نجد مین عبد العزیز - یمن مین امام یحییٰ اور ادریس - طرابلس
مین سید احمد سنوسی - اور آخر بار حجاز مین شریف الحسین نے - مگر اسکا نتیجہ کچھ بھی نہ نکلا -
کیونکہ وہ جہالت اور حیوانی جوش کی حالت مین بلا اصول شروع کی گیئن تھین - تقریباً
تیس ۳۰ برس سے حکمران قومون کی بدولت مصر - طونس - شام اور کچھ حصہ عراق مین شعاع
علم نے عربون کی آنکھ کھولنا شروع کر دی اور وہ یہ سمجھنے لگے کہ صرف حیوانی قوت آزادی
کا سبب نہین ہوتی - بلکہ اُنکو خداداد جوہر سے بھی کام لینا چاہیے - جو اُنکو ودیعت کیا
گیا ہے - شامیون اور مصریون مین روشن خیالون اور حب الوطنون کی جماعتین
"حزب الاحرار" کے نام سے قائم ہوئین - یورپ کے پایۂ تخت مین بھی تبلیغات اور
تنشیرات سے اُس جماعت کی توجہ اپنی طرف منعطف کرائی گئی جو اسلامی عربون کے

فرقے خوارج کی طرح امپریلیسٹ پالیسی کے مخالف ہوتے ہین اور وہ سوشلسٹ کہلاتے ہین شام مین پہلے دبی آواز سے ترکون سے ہوم رول اور لامرکزیت کے ادعا کیے گئے - اور جب (یہان پر بہت سی حکمران قومین غلط راستہ اختیار کرتی ہین) ترکون کی طرف سے اُسکو دبانے کی کوشش ہوئی تو جیسا اسکا قاعدہ ہے یہ آگ اور بڑھی - اور جب ترکون کے اس جنگ مین رنگ بگڑتے ہوتے نظر آئے تو یہی جماعت ترکون کے خلاف اعلان جنگ کرکے ان کے دشمنون سے ملگئے - نتیجہ یہ ہوا کہ شام - عراق - یمن - حجاز - دو سال کے اندر ترکون سے بالکل جدا ہوگیا -

سنہ ۱۹۱۹ء یعنی جنگ کے پانچ برس بعد تمام ممالک عرب کی حالت حسب ذیل نقشے سے معلوم ہوگی -

۱ - مراکش - اپنے سلطان کے ماتحت فرانسیسون کی نگرانی مین بلا شرط و عدہ استقلالیت آئندہ -

۲ - الجزائر - فرانسیسون کا براہ راست قبضہ -

۳ - طونس - اپنے سلطان کے ماتحت - فرانسیسون کی نگرانی مین - اس شرط پر کہ جب طونس اپنے اوپر آپ حکومت کرنے کے قابل ہوجائیگا فرانس اسے خالی کردیگا -

۴ - طرابلس - اطالیون کا براہِ راست قبضہ کا ادعا بالفعل اہل ملک کامل طور سے مطیع نہین ہوے -

۵ - مصر - اپنے سلطان کے ماتحت - انگریزون کی نگرانی مین - بشرط اس کے کہ جسوقت اہل مصر اپنے اوپر آپ حکومت کے قابل ہونگے - انگریز دست بردار ہوجائینگے - آجکل اس کے لیے سخت جدوجہد ہورہی ہے اور غالب ہے کہ انگریزون کو طوعاً و کرہاً اس کی

کامل آزادی تسلیم کرنا پڑے۔
۶۔ شام و فلسطین۔ اول الذکر فرانس کے زیر نگرانی۔ بغیر اپنے سلطان کے ساتھ ہی شرط کے جو مصر و طونس کے واسطے ہے۔ اسمین یہ مستزاد ہے کہ اقوام عالم نے انکی آزادی کے حق کو قبول کر لیا ہے یعنی وہ آزادی کے ضامن ہین۔ آخر الذکر انگریزونکی نگرانی مین اوپر والی شرط کے ساتھ
۷۔ عراق۔ انگریزون کے زیر نگرانی بغیر اپنے سلطان کے اسی شرط کے ساتھ جو شام و فلسطین کے لیے ہے۔
۸۔ حجاز۔ شریف کے ماتحت خود مختار مگر انگریزون کے حلیف و زیر اثر۔
۹۔ نجد۔ امیر نجد کے 〃 〃 〃
۱۰۔ عمان۔ امام مسقط کے 〃 〃 〃
۱۱۔ حضر موت۔ طوائف الملوک 〃 〃 〃
۱۲۔ یمن۔ موجودہ حالت نامعلوم۔ سابق ترکی حکام مین غالباً یمنیون کے ساتھ ملکر کام کر رہے ہین۔ ساحل مین پر انگریزون کی فوجین قابض ہین۔ پس اسوقت سوائے الجزائر کے جسکو فرانس کے امپیریلسٹ نے فرانس کا جزو لاینفک بنا لیا ہے۔ باقی تمام ممالک عرب مین ہماری امیدین کچھ نہ کچھ باقی ہین۔ اور ان تمام امیدون کا ملجا اور ماوے مصر ہے (قارئین کرام کو یہان یہ بتانا ضروری سمجھتا ہون کہ یہ کتاب اصل مین لارڈ ملنر اور سعد پاشا زغلول مصری کے کامیاب مقاولے سے جسکے اندر مصر کی آزادی کی جھلک پائی جاتی ہے۔ بطور ایک یادگار کے لکھی گئی ہے۔ اور امید ہے کہ جسوقت یہ کتاب پریس سے نکلے گی۔ انشاء اللہ اسوقت تک مصر کی آزادی کا اعلان ہو جائے گا۔ ہان مین پھر کہتا ہون کہ متحدہ عرب کی آخری امید مصر ہے۔ نہ ترک۔ نہ شریف مکہ۔ نہ

امیر فیصل - اور نہ انگریزون اور فرانسیسون کے وعدے (بقول غالب - ترے وعدون پر ستمگر ابھی اور جیتے ہوتے - اگر اپنی زندگی پر مجھے اعتبار ہوتا)

اس بنا پر یہ باب مستقبل عرب عربون کی طرف سے ان کے بھائی مصریون کو حصول آزادی کی مبارکباد اور آیندہ انکے فرائض کو یاد دلانے کے لیے نامہ پیام ہے - وہو ہذا

یا اخوان العرب - سب سے پہلے تمھارے مشرق اور مغرب مین رہنے والے بھائی تمھاری آزادی کے جدوجہد پر آفرین اور اس کے حصول پر تمکو تہ دل سے مبارکباد دیتے ہین - تم نے جس طریقے سے آزادی کی جنگ شروع کی تھی وہ اپنی نوعیت مین عجیب بھی اور ایک جابر اور طاقتور قوت کے سامنے اُسکو حاصل کرنا واقعی ایک معجزہ یا غیبی امداد سے کم نہ تھی جہنے تمھارے آزادی کے شرائط پڑھے ہین جہانتک مصر کا تعلق ہے وہ کم سے کم اس حدتک تو ہے جس حالت مین ہمارے قدیم آقا ترک قبل از جنگ تھے - اگرچہ پورا مدعا حاصل نہین - مگر یہ آزادی کا پہلا قدم سمجھنا چاہیے - نہر سویز پر انگریزی فوج کا رہنا یا انگریزی قنصلات کا ممالک غیر کی رعایا آباد مصر کو اپنی نگرانی مین رکھنا ضرور تمھاری جدوجہد کو تازیانہ لگائین گے اور ایک نہ ایکدن تم ان قیود وگرفت سے بھی انشاء اللہ اپنے کو آزاد کرا لوگے - رہا سودان اُسکے متعلق البتہ تمھارے حقوق کے بہت زیادہ پامال ہونے کا اندیشہ ہے مگر ہم تمسے کہتے ہین کہ سوڈان سے تم کو کیا حاصل وہ ایک خطہ ہے جسمین اگر تمھارے اُتنے ہی حقوق باقی رہین - جو پہلے تھے تو بھی غنیمت ہے - یقیناً عرصے سے مصر کے خزانے پر سوڈان کا بڑا بار تھا اور جو کچھ سوڈان اس حالت مین بنا ہے وہ مصر کے خون اور روپیون سے محض انگریزی فوائد کے لیے یا مانچسٹر کے روئیون کی منڈی بڑھانے کے لیے تم نے شاید اسکو

فراموش کردیا ہے کہ تم عربی نسل کا ایک جزو لاینفک ہو جو بصرہ سے طنجہ تک پھیلی ہوئی ہے۔ اہل سودان غیر نسل کے لوگ ہین۔ فارسی کی ایک مثل ہے اول خویش بعدہٗ درویش۔ تمھارے سوا تمھارے قوم کے دوسرے بدقسمت جو تم سے دور دور آباد ہین اور جنکے درمیان تم سے ذریعہ رسل و رسائل بھی کم ہین وہ غیر قومون کے پیرون تلے روندے جا رہے ہین۔ یہ ضرور ہے کہ تم ابھی اس قابل نہین کہ انکی رہائی کے لیے کوئی عملی کام شروع کر سکو اور نہ ہماری خواہش ہے کہ تم اپنی رفتار ترقی کو بدلکر ہمارے خاطر اپنے حالت کو کسی خطرے مین ڈالدو۔ لیکن ہمکو ڈر یہ ہے کہ کہین تم مصر کی آزادی کو اپنے حصول مدعا کے لیے کافی سمجھ کر اطمینان سے تو نہین بیٹھ گئے۔ تمھارے نظرون کے سامنے بین رشین اور بین جرمن کے تحریکین رہی ہین۔ جنکا مقصد صرف یہ تھا کہ ایک جنس اور ایک زبان اور ایک خیال کے لوگ متفرق سلطنتون مین تقسیم نہ رہین اور وہ سب ایک ہی جھنڈے کے تلے جمع ہو جائین۔ یہ قومیت کی بنیاد ہے۔ بلقان والے تیس برس سے اسی جد و جہد مین مشغول تھے اور آج انھون نے اپنا یہ مدعا حاصل کیا ہے کہ رومانیا سرویہ اور یونان کی تمام منتشر قوم اپنے اپنے جھنڈون کے تلے جمع ہو گئی ہین۔

اتحاد عرب جسکا خیال ترکی کے زوال کے بعد شروع ہوا۔ عام طور پر اسکی نسبت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ صرف جزیرۃ العرب کے متفرق سلطنتون کا ایک مرکز پر لانے کا مدعا ہے مگر عرب کا ملک اس سے بہت وسیع ہے۔ اور اگر اتحاد عرب کی خواہش ایک حب الوطن کے لیے فطرتی ہے تو اسکے معنی مشرق سے مغرب تک تمام عرب سلطنتون پر برحاوی ہونے چاہیئے۔ یہ ٹھیک ہے کہ مشرق اور مغرب کے تمام عربی ممالک کے پاس اپنے

خود سمندر کی راہین کھلی ہین - ہونکی بحری تجارت مین کوئی رکاوٹ نہین اور وہ بجاے
خود ایک علیحدہ چھوٹی سلطنت کی حیثیت سے دنیا مین باقی رہ سکتی ہین - مگر اسیمین
وقت یہ ہی کہ بعض ملک مثلاً حجاز یا طرابلس الغرب اسقدر غریب ہین کہ انکا خود ملک کبھی اپنی
مالیت سے وطن کے لیے ایک مدافعت کرنے والی پولیس یا فوج بہم نہین پہونچا سکتی
اور وہ رفتہ رفتہ زیر بار ہوکر کسی اندرونی یا بیرونی خلفشارت کے دورے لیے بالکل
نا قابل رہجاے گی - اتحاد ممالک عرب مین ایک سلطنت کی بے ثروتی اور دوسرے
سلطنت کی ضرورت سے زائد آمدنی کو برابر کرنے کی بہت ضرورت ہے - اور
ایک ایسی قوت بہم پہونچاتی ہے جو دشمنون کی قابل قدر مدافعت کر سکے - اور یہ بغیر
اتحاد عرب کے ممکن نہین -

جسوقت تم اپنی آزادی کو مستقل طور سے حاصل کرچکو تو تم اسکو بھول نجانا کہ یہی دو
ملک یعنی حجاز اور طرابلس جو تمھارے داہنے اور بائین موجود ہین ہر قسم کی مدد کے لیے نہایت
بے بسی اور اشکباری سے چلا رہے ہین - حجاز کسی صورت سے شریف مکہ کے ماتحت
ترقی کی امید نہین رکھتا - اسکی مالیات اسقدر بھی نہین جو شریف کی اپنی حرم کے لیے
کافی ہوں نہ کہ حرمین شریفین کے لیے - حجاز کا تعلق تمام دنیا کے مسلمانون سے ہے -
اور یقیناً چند دنون مین اگر حجاز کے یہی لیل و نہار رہے تو بدنظمیون سے حج بند ہوجائیگا
اسوقت سوچو کہ اہل مکہ اور مدینہ پر کیا گذرے گی کیونکہ انکے تمام آمدنی اور ثروت کا
ذریعہ حاجی تھے - وہ ابھی سے پریشان ہورہے ہین - اور فاقے کی سختیان اٹھانے
لگے ہین - اس کے علاوہ نجدیون کے حجاز پر متواتر حملون اور باہم مسلمانون کی
خونریزی اسی حالت مین جاری رہے گی - تمھارا مصری قافلہ ہرسال قاہرہ سے عظیم

جلوس اور شان کے ساتھ کعبہ شریف کے غلاف کا محمل لاتا ہو۔ تمھارا تعلق حجاز سے قدیم ہے۔ اب جبکہ ترک اسکی خدمت سے محروم کیے جا چکے ہین عربون کی نظر تمھاری ہی طرف ہے۔ اگر تم اسوقت حجاز کو اپنی زیر حفاظت مین لینے کا اعلان کردوگے تو عالم اسلامی تمھارا ہمیشہ کے لیے بار احسان رہے گا۔ یاد رکھو کہ حجاز پہلا قدم ہو اسکے ساتھ یمن اور دوسری عربی ریاستین تو خود بخود تمھاری طرف کھنچین گی کیونکہ اب تقریبًا ہماری وحشت وجہالت کا خاتمہ ہو رہا ہے اور ہم سمجھنے لگے ہین کہ وحشیون کی طرح ہر روز لڑائی فساد کا اب سد باب ہوکر تمدن کی طرف رجعت کا وقت آگیا ہے۔ دوسری طرف تمھارے طرابلس الغرب ہو جہان ہمارے غیرتمند بھائی سات برس سے ایک خونخوار نصرانی قوم کے مقابلے مین سینہ سپر ہین۔ ان کے ساتھ جو مظالم روا رکھے گئے ہین وہ تو نصرانیت کا ورثہ ہے۔ تم یہ جانتے ہوگے کہ جسوقت بنی یافث ترکون نے اس ملک کو مجبوراً چھوڑا ہے انھون نے عرب کی خودمختاری تسلیم کرلی تھی۔ اطالیون کا ہمیز بجز زبردستی کے کوئی حق نہین۔ تمپر طرابلس الغرب کی پوری امداد عملی یا اخلاقی ہرطرح فرض ہو اور اطالین سے اس معاملہ مین دوستانہ گفتگو کرنا اسکی اُمید ہمکو تمھارے ڈپلومیسی اور ذہانت سے ہو۔ شام وفلسطین اور عراق کو دو یوروپین قومون نے متمدن بنا کر چھوڑ دینے کا ٹھیکہ لیا ہے۔ اگرچہ ہم ان کے بغیر متمدن بن سکتے تھے۔ لیکن خیر انکا یہ کانٹون مین گھسیٹنا بھی کچھ دنون تک صبر اور انتظار سے دیکھ لو ممکن ہو کہ اقوام عالم ہماری امداد کرکے مدت قلیل کے بعد ہمکو ہمارے مہربانون سے رہائی دلاسکین۔ ان دونون ممالک مین تم کو اتحاد عرب کی اشاعت کی ضرورت ہو۔ اس سے مت چونکو کیونکہ یہ یوروپین قومین اپنے بعد بہت سے زہریلے اثرات قومیت کے چھوڑ جائنگی اور یہ شامی اور عراقی جب انکے بھٹی سے نکلین گے تو دڑ ہو

کہ کہین وہ عرب سے مغائرت کرکے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ نہ بنائین - یہ تمہارا فرض ہی کہ انکو انکی قومیت سے وقت بے وقت یاد دلاتے رہو اور انکو اتحاد عرب کی ضرورتین جتاتے رہو -

رہا آخری مسئلہ طونس - الجزائر اور مراکش کا جو فرانس کے دست تعدی مین پھنسا ہوا ہے اسمین طونس اور مراکش نیم خودمختاری کی کسی صورت مین اب بھی باقی ہین - ممکن ہے کہ فرانس کا سوشلیسٹ فرقہ یا رفتار زمانہ انکی کامل آزادی کا باعث ہوجائے اگر ہماری یاد غلطی نہین کرتی تو فرانس کا طونس کے ساتھ بھی ویسا ہی اقرار ہے جیسا اب شام کے ساتھ ہی مگر بے روئے بچہ کو مان دودھ بھی نہین دیتی - ہمکو فرانس سے پہلے آزادی طونس اور مراکش کیلیے اہل ملک سے ملکر ادعا کرنی چاہیئے - اور یوروپین قومون سے فرانسیسون کی اس دست درازی پر اپیل کرنی چاہیئے - کبتک یہ ریاکاری کی باتین ہم سے روا رکھی جائے گی کہ ایک طرف بانگ دہل پر قومون کی حقوق اور آزادی کے دعوے سنائے جائین اور اور دوسری طرف انھین مدعئین آزادی اور انسانیت کے ہاتھون سے ہمارے گلے دبائے جائین اگرچہ یہ تمکو معلوم ہے کہ نصرانیت سے مخصوص ریاکاری ہی ہے شاید فرانس تمھارے حقوق سودان کے عوض شمالی افریقہ سے دست بردار ہوجائے - لیکن یہ نہایت ہی مشکوک امر ہے - اگر خدانخواستہ وہ وقت آئے کہ بغیر دست بہ عیت ان ملکونکا اتحاد عرب سے ممکن نہو تو تم اس خطرے مین پڑنے سے پہلے یہ دیکھ لینا کہ بصرہ سے طرابلس تک کا ملک تمھاری آوازسے اٹھ سکتا ہے - اور ان کے خود درمیان نفاق اور جہالت کا شائبہ باقی نہین رہا - اسکو یقیناً ایک عرصہ درکار ہے - مگر کام کی ابتدا ابھی سے ہونا چاہیئے -

برادران مصر ہم تم کو یاد دلاتے ہین کہ جسوقت خلفاے بنی عباس یعنی ہماری حشمت وجبروت
کا آخری چراغ تاتاریون کے طوفان سے بجھ گیا تھا تو عالم عرب مین تم ہی نے پھر اسکو روشن کیا
تھا تمہ ملوک نے ان کفارون کو شام پر سخت زک دی اور ہمارے مذہبی مقامات کو بچا لیا۔
اسکے بعد جب نصرانیون نے القدس کو ناپاک کیا تو تمھارے ہی تلوارون کے آب سے وہ
پھر پاک کیا گیا۔ موجودہ زمانے مین ہمارے علوم وفنون کو تمنے پھر زندہ کیا یہانتک کہ تمھارے
ملک کا لقب عربی ممالک کا دماغ ہو گیا۔ تم نے قریب قریب ترکون کو عربی ممالک سے
سو برس ہوئے بے دخل کر دیا تھا اگر اہل یورپ درمیان مین نہ پڑ جاتے۔ تم سب سے زیادہ
یورپ کے تمدن اور علم سے مستفید ہوے ہو اور تمھارے ذریعے سے ہی شام مین عربی کے
علوم کی نئی روشنی پہونچی ہے۔ ہمنے یہ بھی سنا ہے کہ ملک الحجاز نے تمھارے ملک سے بہت سے
اہل الراے وعمل کو حجاز کی حکومت کو ترتیب دینے کے لیے طلب کیے ہین۔ اسکے
بعد ہم تم کو یاد دلاتے ہین کہ عربیت اور اسلامیت کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ وہ ایک
دوسرے کے بغیر قائم نہین رہ سکتی۔ ہمنے اسکو بھی افسوس کے ساتھ سنا ہے کہ یورپ
کی دہریت۔ شرابخواری۔ قماربازی اور عورتون کے بیجا آزادی کو جیسا کہ ہم تک
خبرین پہونچی ہین تمھارے ابناے ملک اختیار کرتے جاتے ہین۔ ہمنے اسکے قبول کرنے مین
بہت تامل کیا۔ مگر افسوس کہ ہمکو آخرکار یہ ماننا پڑا کہ تم یورپ کے سنے سے درحقیقت
ان خرابیون کے اختیار کرنے مین بے باک ہو۔ یہ باتین جسقدر قوم کو تباہ کرنے والی ہین
اسکے بتلانے کی ضرورت نہین اور اس قوم کے لیے نہایت مہلک ہی جو ابھی ترقی
کے پہلے ہی زینہ پر ہو۔ کاشکے اگر تم کو اسلام کی تعلیم تمھاری آنکھ نہ کھول سکے تو تم
امریکہ کے عمل سے عبرت پکڑو۔ یہ تو اسلام کا حق تھا کہ کم سے کم شرابخواری کا سد باب امریکہ سے

بڑھکر ہو۔ اور ابھی وقت دور نہین گیا۔ امریکہ کا قانون تو اسلام کا ہے۔ اور یہ بڑے افسوس کی بات ہوگی اگر اسکو تم جلد اپنے ملک مین رواج نہ دو۔

اب ہم تم کو اتحاد عرب کے پروگرام کا ایک مختصر خاکہ بتاتے ہین۔ ممالک عرب جیسا تم کو معلوم ہے تعداد مین بارہ ہین۔ ہر ملکِ عرب بذات خود ایک ملک ہی جو تقریبًا اگر آبادی مین برابر نہین تو رقبہ مین یورپ کے کسی ملک سے چھوٹا نہین اور اسکی زراعت وفلاحت۔ اقتصادی اور آبادی ترقی مین بہت ہی وسعت ہے۔ ان بارہ گھوڑون کو ایک لگام سے ہانکنا یقینًا مشکل بلکہ ناممکن کام ہے۔ لہذا ہر ملک عرب اپنے اندرونی معاملات مین بالکل خود مختار رہے گا۔ اور ہر ایک کی اپنی جداگانہ دار العلوم۔ خزانے۔ عدالتین مجلس شورا۔ قومی مدافعت کے ذرائع علٰحدہ رہین گے۔ پائے تخت قاہرہ ایک عام مجلس شورے۔ ایک عام آدارۂ معاملات خارجیہ۔ اور ایک دائرہ بحری اور دفتر جنگ کے مرکز رہین گے۔ ممالک عرب کے اندرونی تجارت ایک دوسرے سے برابر بغیر کسی گمرک کے رکاوٹ کے ہوتے رہین گے۔ ریل۔ پوسٹ اور ٹیلگراف بھی اگر مرکزی ہون تو بہتر ہے۔ ورنہ علٰحدہ رہنے مین کوئی حرج نہین۔ عرب کے ممالک مین ایک عمومی سول سروس کی بھی ضرورت ہے تاکہ نوجوانان رہنمائے ملت نظام حکومت کے تعلیم بخوبی قاہرہ مین پاکر جیسا ضرورت ہو۔ مختلف ممالک عرب مین تقسیم کیے جائین ہمکو اپنا روشن زمانہ کبھی نہ بھولے گا۔ ہم نے ملکی فتوحات اور تمدن مین جو ترقی کی ہی اسکے راوی صرف ہم نہین بلکہ ہمارے دشمن بھی ہین جبتک ہم اسکو یاد رکھین گے ہم ہمیشہ اپنے زمانے کے عود کر آنے کیلیئے حسرتین کیا کرین گے ہمنے صرف ملکو نکو تلوار سے نہین فتح کیا بلکہ دنیا کی تمدن روحانیت اسلام کی اشاعت کے ہم ہی زیادہ تر ذمہ دار ہین جب ترکون سے خدا خدا کرکے ہمکو رہائی ملی تو اہل فرنگ کے مقاصد سے

ہمپر اسوقت سعدیؒ کا وہ شعر صادق آتا ہے سر ما از دست گرگ در ربودی ؛ چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی

ہم عجب بلا مین مبتلا ہین - اسوقت زیادہ تر ہم ایسے دشمنون کے ہاتھ مین گرفتار ہین جو عربیت ہی کے دشمن نہین بلکہ اسلام کے بھی ہین - ترکون کے ساتھ ہماری صرف ایک دشمنی تھی - ہم حیرت مین ہین کہ خدا نے ہمپر یہ بلا ہمارے کس گناہون کی پاداش مین مسلط کیا ہے کیا خدائے رب العالمین جسنے ہمسے ملکون کی فتوحات کا وعدہ کیا تھا - ہماری قسمت بھی ہمارے چچازاد یہودیون کی طرح ڈالی ہے - شاید ہم اپنے خستہ حالت پر روتے روتے قبرون مین اُتر ین گے اور ہماری دوسری یا تیسری نسلین ہماری حسرتون کو پوری ہوتا ہوا دیکھین گے اگر یہ بھی ہو تو ہماری روحین بےچین نہ تڑپے گین اور احیائے عرب کے لیے ہم مین سے جو کوشش کریگا وہ یقین رکھے کہ ہمارے پیغمبر رسول رب العالمین کی دعاؤن اور برکتون سے منصور ہوگا - اللھم انصر من نصر دین محمد واجعلنا منھم واخذل من خذل دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منھم - والسلام

برادران ہند آخر مین عرب کے یہ دعا گو مصنف بھی آپ لوگون سے کچھ کہنے کی اجازت چاہتا ہے سب سے پہلے مین اس بات کا یقین دلاتا ہون کہ مین خدانخواستہ ترکون کا بدخواہ نہین ترکون کے ساتھ جو صریحاً دشمنی اور ناانصافی انگریزون کی تھریس اور سمرنا کے بارے مین ہوئی ہے - وہ میرے بھی ویسے ہی غم و غصہ کا سبب ہے جیسا تمہارے اس سے جب غیر قومون کے حق پسند متاثر ہوے ہین تو مین جو کہ آپکی طرح مسلمان ہون کیونکر نہونگا اور مین تو کہتا ہون کہ اس رحم مادر پر افسوس ہے جو ایسے منافق مسلمان پیدا کرے جو مسلمانان سمرنا اور اڈریانوپل کی حق تلفی پر خاموش بیٹھا ہے یا اس سے بدتر یہ کہ جو اس صریحاً وعدہ

خلافی اور ناانصافی کے زیادہ ذمہ دار ہین اونکی خوشامد سے ہمارے جذبات کی غلط ترجمانی کرے۔ اگر مین زندہ رہا اور رفتار زمانہ اور خود میری طلب روزی کے فکر نے اجازت دی تو شاید اس طرح پر" ترک اور اُن کے مستقبل" اور خصوصاً موجودہ ترکون کے عربون کی طرح اتحاد تورانی (جس مین دیوار قسطنطنیہ سے دیوار چین تک تمام ممالک ترکیہ کو ایک متحدہ سلطنت بنانے کا قابل ستایش خیال ہے) ایک کتاب آپکی خدمت مین پیش کرونگا مین مسٹر محمد علی کے اس قول کی پوری تائید کرتا ہون کہ اگر مسلمانون کا ملک میکسکو ہوتا تو ہمارے اسلامی جذبات ہمکو انکی ہمدردی کے لیے بھی مجبور کرتے ۔ نہ کہ ترک جنکی اسلامی خدمات دنیا جانتی ہو۔ تقریباً چار پانچ سال تک خاکسار نے انگریزی خدمت مین ایک بڑا وقت ضائع کیا یہ خدمت جو فارن اور پولیٹیکل ڈپارٹمنٹ کی تھی۔ اس کے زمرہ مین مجھے ایران ۔ کردستان اور عراق کے بڑے حصے کے دیکھنے کا موقع حاصل ہوا اور کم سے کم مین اپنے عام ابنائے وطن سے اسقدر معلومات زیادہ رکھنے کا دعویدار ہون کہ مین نے خود مختار اسلامی سلطنتون مین اسلامی اخوت کے ساتھ قومی تعصب (جو ترقی کا پہلا زینہ ہے) کو بھی پایا ہے جو ہمارے ہند مین اگر مفقود نہین تو نادر ضرور ہے۔ اسلام ایک مذہب ہی جو عالمگیر ہے ۔ نہ کہ وہ قوم ہے کیا ایک مسلمان انگلشین مثلاً لارڈ ہیڈلے یہ چاہے گا کہ ترک یا کوئی ایسی قوم جو اس کے ہم مذہب ہی ہو انگلستان پر حکومت کرے۔ خود اپنے ملک مین بعض وہمیون کو چھوڑ کر شاید اسلامیت کی بنا پر افغانون کا ہندوستان پر قبضہ کرنا کوئی گوارا نہ کریگا ۔ اسلام نے حب الوطنی سکھائی ہی" حب الوطن من الایمان"۔ اتنا کہنے کے بعد مجھے اس معاملے مین غالباً زیادہ کہنے کی ضرورت نہو گی اگر عجم یا عرب اپنی قومی حکومت

کے لیے جدوجہد کرین خواہ وہ غیر قوم کی اسلامی سلطنت ہی کے خلاف ہو تو برا نہین ۔ اگر
کسی وقت مین ترک اپنے حقوق کو تلوار سے منوالین اور جزیرۃ العرب کی طرف مراجعت کرین
تو ہم صرف اسی حد تک تائید کر سکتے ہین جبتک جزیرۃ العرب خود مطلق عرب کے ماتحت رہے ۔ اور
سلطان المعظم کی تنہا ذات شاہانہ عثمانیون اور عربون کی دو جدا اسلاطین کو اپنے مین
جمع کر لین جس طرح جنگ کے پہلے اسٹریا اور ہنگاری تھے ورنہ ترکی ملت کا عربی ملت کے قائمقام ہونا
انکے زبانکی جگہ ترکی زبان اور تہذیب کا رواج دینا ۔ عرب تو کبھی پسند نہ کرینگے اور نہ شاید کوئی مسلمان ۔
رہا خلافت کا مسئلہ اسکے متعلق جہانتک میرا خیال ہے ۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
اس قول سے کہ خلافت آپکے بعد تیس برس تک رہے گی اسکا زمانہ تو عرصہ ہوا ختم ہو چکا البتہ
آپکی یہ حدیث کہ جزیرۃ العرب سے مشرکین کو بیرون رہنا چاہیے سلطنت عرب کو اسلامی
سلطنت لازم ہونے کے لیے کافی ہے ۔ اور جب تک اسکے ایک چپہ زمین پر یہود نصاریٰ مشرکین
کا قبضہ رہے گا ۔ ہمکو بفحوائے اس حدیث کے مجبوراً اس قوم کے خلاف جہاد کرنا ہوگا اس
جہاد کا طریقہ ترک موالات جو ہندوستان کے لیے علمائے اسلام نے مناسب قرار دیا ہے
اسپر ہر مسلمان کو حتی المقدور کاربند ہونا چاہیئے ۔ اور یہ بالکل صحیح ہے کہ غاصب مشرکین کی
طاقت کا سامان ہم ہی سے بہم پہونچتا ہے ۔ لہذا اس منبع کو بند کرنا ہی سب سے افضل و
بہتر ہے ۔ لیکن مجھے اسمین تھوڑا اختلاف یہ ہے کہ ہمارے ترک موالات کی اتنی تشریح
اور ہونا چاہیئے کہ ایک تو مخصوصاً اسلامی قوم کی سمرنا اور تھریس مین پامالی سے بچانے
اور دوسرے عرب کو مشرکین سے پاک رکھنے کے لیے دو علحدہ علحدہ مدعا ہونے چاہئین
صرف لفظ خلافت سے یورپ کو اکثر یون غلط فہمی پیدا ہو جاتی ہے کہ عرصے سے یورپ
مین خلافت کو رومن کیتھلک کے پوپ سے مشابہت دیجاتی ہے اور اہل یوروپ یہ سمجھتے ہین کہ

خلافت کے لیے ملکی سلطنت لازمی نہین اور ترکی خلافت کی حمایت سے بعض وقت عرب بھی چوکنّے ہوجاتے ہین کیونکہ خواہ ہم اس حدیث کی کیسا ہی تاویل کرین یا سلطان عبدالحمید کی طرح اسکو حدیث کی کتابون ہی سے نکال ڈالین عرب اس حدیث کو ابتک مانتے ہین کہ خلافت کا حق قریش کو ہی۔ شام اور عراق کو بجاے اسکے کہ ہم ترکون کی واپس ملنے کا دعوے کرین جو قطع نظر اسکے کہ محال ہی خود عرب پسند نہ کرین گے۔ ہم کو صرف یہ دعوے کرنا چاہیئے کہ عرب کی زمین سے تصارے کو نکل جانا چاہیئے اور اسکو عربون کے ہاتھ مین چھوڑ دینا چاہیئے۔ اور وہ جسطرح چاہین اپنی قسمت کا آپ فیصلہ کرلین۔ خواہ وہ مصر کے ساتھ ملجائین۔ یا ترکون کے ساتھ۔ یہ مسئلہ بالکل ان کے اپنی پسند پر چھوڑ دینا چاہیئے۔

جس مبارک نام پر اسوقت آٹھ کڑوڑ ہمارے بھائی تصدق ہونے کو تیار ہین یہ کتنی افسوس کی بات ہی کہ انکی قوم کو ہم دنیا مین ذلیل ہوتا ہوا دیکھین۔ اگر وہ دنیا مین کوئی ترقی بھی نہ کرتے تو ہم پر انکی مدد فرض تھی۔ نہ کہ وہ قوم جس نے سات سو برس تک یورپ افریقہ۔ ایشیا میں تمدّن و علم کا چراغ روشن رکھا ہے۔ اس کتاب کا چوتھا باب تمدن عرب ایک نہایت متعصب پادری کے مضمون کا ملخص ہے۔ تو جب اسکی شہادت دشمنان دین دے رہے ہین تو معلوم ہے کہ انکی اصلی ترقی کی کیا حالت رہی ہوگی۔ ہمارے جن دوستون کو آرنلڈ کے پریچنگ اف اسلام پڑھنے کا اتفاق ہوا ہوگا انکو معلوم ہوگا کہ ساحل چین۔ ساحل ہند۔ اور تمام جزائر اوقیانوس اور اندرون افریقہ مین زمانہ دراز سے اور ابتک یہی عرب اسلام کی روشنی لیے گئے ہین۔ فرانس مین اور غالبًا انگلستان مین عربی تمدن کے مشتاقین اب بھی ایسے موجود ہین جنکی سعی و کوشش سے عربون کو نئی حالت پر لانے کے لیے کئی سوسائٹیان پیرس نیویارک رائل ڈی جینز اور غالبًا

لندن مین موجود ہین - عربی تہذیب کی معرفت کے یے ابھی حال ہی مین لنڈن مین ایک بڑا مدرسہ کھولا گیا ہے - اور ایسے مدرسے برلن اور پیرس مین عرصے سے موجود تھے اسکے مقابلے مین ہم نے عربون کے ساتھ کیا کیا - افسوس کہ وہ صفر سے زیادہ نہین - کیا یہ ہمارے یے زیبا نہین ہے کہ ہم عربون کے احیا کے یے پیرس کی طرح ایک سوسائٹی یہان بھی قائم کرین ہمارے اور ان کے درمیان تبادلۂ خیالات کے یے ایک عمدہ ارگن ہو جسمین عربون اور ہندوستانی مسلمانون کے موقت الشیوع جریدون کا اقتباس جو ہم مین دونون کے خیالات کا آئینہ ہو - عربی اور ہندوستانی مین شائع ہوا کرے - ہمکو عربی صرف مذہبی ضرورت سے سیکھنا نہین چاہیئے - بلکہ عربون کے ساتھ عملی ہمدردی کے یے بھی اسکا سیکھنا ہم پر ضروری ہے -

ہمنے اس مختصر کتاب مین دکھلایا ہی کہ نہ عربون کا ملک ریگستانی ہے - اور نہ وہ کبھی جاہل وحشی تھے اور نہ اب ہین - انکا ملک ہندوستان سے دوچند ہے - اور اُس کے بعض حصے بہت ہی زرخیز ہین - وہ ہر صورت سے دنیا کی نہایت متمدن قوم بننے کی صلاحیت رکھتے ہین - جسمانی طور سے موجودہ عرب انسانی خوبصورتی کا نمونہ ہوتا ہے - قاہرہ - دمشق اور بغداد کی خواتین کو جنکی آنکھون نے دیکھا ہے وہ فتبارک اللہ احسن الخالقین پڑھکر ٹھٹھک گئے ہون گے - تمکے مرد سُرخ سپید - قوی - بلند کشادہ پیشانی - با ابرو - خوددار - جفاکش غرض جسکو ہم انسانی جوہر کا نمونہ سمجھتے ہین وہ سب ان مین موجود ہے - نہ ان کے بدن پر ایک پارچۂ لنگوٹی ہے اور نہ وہ ظالم کی گردنی کھا کر صبر کر بیٹھتے ہین نہ وہ سیاہ فام حماقت کی صورت رکھتے ہین - نہ دبلے پتلے - بالشتیے ذلیل ہین - انکا مضبوط گھونسا اب بھی بغداد کے بہت سے ناواقف گورون کو جو اپنے خوانخواہ سودے معاملات مین

انکے بڑے بھے یاد ہوگا۔

ہم سے کہا جاتا ہے کہ عرب حکومت کی قابلیت نہین رکھتے۔ اگر حکومت کے معنی ہندوستان کے حکومت کے لیے جاتے ہین تو شاید وہ اس کی قابلیت نہ رکھتے ہونگے۔ ورنہ مغربی ایشیا یا چین کے ممالک سے وہ کسیطرح کم متمدن نہین۔ عربون مین سیکڑون جزلون نے یوری ترکی ڈویژن کی کمان کی ہے سول نوکریون مین وہ متصرف اور والی ہونے کی ویسی ہی قابلیت رکھتے ہین جیسا ترک رکھتے تھے۔ البتہ ایک مرکزی حکومت کو ترتیب دینا جسکی انکو عرصے سے مشق نہین شاید وہ پیچھے رہ جائین مگر مین یقین کرتا ہون کہ مصری و شامی اسمین بھی کسی سے پیچھے نہین۔ بشرطیکہ انکی راہ مین اہل یوروپ مخل نہوئے۔

برادران ہند۔ تم ترکون کی مظلومیت کی بڑی داستانین سُن چکے ہو اور تمھارے آنسو باقی نہین رہ گئے کہ اور بہا سکو۔ عربون کی داستان غمناک باقی ہے۔ جسکو اگر مجھے سعدی علیہ الرحمۃ کا یہ شعر منع نہ کرتا ؎

بلبلا مژدۂ بہار بیار خبر بد بہ بوم شوم گذار

تو ضروری آپکی سمع خراشی کرتا۔ ہان اتنا کہونگا کہ ۱۹۱۶ء سے شام۔ عراق۔ حجاز قحط مین مبتلا ہے اور حالت یہ ہے کہ اس عذاب جوع سے انکے غیرتمند مردون نے ملک کی خدمت کیا خود وطن عزیز کو خیرباد کر دیا ہے۔ اور انکی عورتین یا تو فاقون سے ہلاک ہوگئی ہین۔ یا انھون نے اپنی سب سے بیش قیمت چیز عصمت کو فروخت کر دیا ہے۔ جو لوگ ان کے ترکون کا ساتھ چھوڑنے یا بغداد کے خرابات کو دیکھ کر متنفر ہوگئے ہون وہ انکی مجبوریون کو جانکر انکو معاف کر دین گے۔ وہ ابتک ہلاکت اور فلاکت کے مصیبت مین گرفتار ہین مگر اسپر بھی وہ دست بہ سیف اور سینہ سپر فدائے ملت و وطن ہین۔ مین عربون

کی موجودہ جنگ جسمین انھون نے کربلا۔حلہ۔موصل اور دیالہ پر قبضہ کرلیا تھا۔ دیکھ کر آیا ہون
اور جس بے جگری کے ساتھ انھون نے انگریزی توپون۔طیارون اور پھانسیون کا مقابلہ
کیا ہے اسکی بھی ایک بڑی داستان غم رکھتا ہون جس کے بیان کی مجھ مین طاقت نہین
عربون کی بربادی کی اب انتہا ہو چکی ہی کیا یہ بھی تم کو انکی ہمدردی کے لیے مجبور نہین کرتے
ترکون کے پاس تو ابھی ایک تلوار باقی ہے۔لیکن ان بیچارون کے پاس تو بس ایک
اللہ کی ذات کے سوا کچھ نہین۔خدا انکی مدد ضرور کرے گا۔مگر اس سے ہمارے فرض مین
کوئی تخفیف نہین ہو جاتی آہ آنحضرت نے جو فرمایا تھا وہی ہمارے آنکھون کے سامنے آگیا
ویل للعرب من شر قد اقترب
اب رہا شریف مکہ کا فعل تو اس سے عرب کا کوئی شخص بھی خوش نہین۔انکی ترکون
سے جو کچھ بھی بنائے مخاصمت ہی بہتر ہے کہ بن الحفین کے بیان کو پورا یہان ترجمہ کردون
"بسم اللہ الرحمن الرحیم" ہمارا یہ پیغام کہ اے اللہ ہمارے اور ہماری قوم مین تو ہی انصاف
کر کہ تو تو تمام منصفون کا منصف ہی" ہمارے تمام اسلامی بھائیون کو پہونچے۔اس کے
بعد مین کہتا ہون کہ ہر شخص جو تاریخ سے واقف ہے اس بات کو بخوبی جانتا ہو گا کہ شرفائے مکہ
مکرمہ اسلامی اتفاق و اخوت کے ہمیشہ سب سے بڑے حامی رہے ہین اور وہ پہلے امیر ہین
جنھون نے خلافت عثمانی کو تسلیم کیا ہے جنکے سلاطین (خدا انکی تربت پر اپنی سب سے
بڑی رحمت بھیجے اور انکی روحون کو ہمیشہ کے آسائش مین رکھے) ہمیشہ احکام خداوندی
اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عمل کرنے کو اپنا فرض جانتے تھے۔اور
اپنے تمام امورات مین اسی فرمان واجب الاذعان کی سختی سے پابندی کرتے تھے۔
اور شرفائے مکہ ان کی اطاعت پر مفتخر تھے۔خود مین ۱۳۲۷ہجری مین جبکہ بدویون نے

عقبہ کا محاصرہ کیا تھا سلطان کی طرف سے اپنی ہم قوم سے لڑنے کے لیے گیا تھا اور
رعب سلطانی کو جو تیز لرزاں ہو چلا تھا سنبھالا۔ دوسری سال ایک دوسری مہم مین عربون کے
خلاف میرے بیٹے نے سرداری کی اور اس قسم کے اکثر واقعات پیش آتے رہے جو ارباب
دانش سے مخفی نہین۔ اسکے بعد ایک جماعت جو انجمن اتحاد و ترقی کے نام سے مشہور ہوئی
وہ رفتہ رفتہ انتظام حکومت کو اپنے قابو مین کر کے سلطنت کے کل سیاہ و سفید کے مالک
ہو گئی۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ دولت علیہ عثمانی کے حصے ہونا شروع ہوے۔ اور اس جنگ
عظیم مین اسکی زوال اور بربادی کی رفتار اور بھی تیز ہو گئی۔ اور وہ اپنے انھین مقاصد کے
پیچھے پڑے رہے۔ جنکا ذکر کرنا بھی ہمارے لیے مکروہات سے کم نہین۔ اور جس کے وجہ سے
مسلمانون کے قلوب اسلام کے اندر ایسی برائیان پیدا کرنے کا نظارہ دیکھ کر رنج و غصہ سے
پارہ پارہ ہین۔ تمام سلطنت مین مسلم اور غیر مسلم پر اس عام بربادی کا یکسان اثر
ہوا ہے۔ جنھون نے اسکی مخالفت کی وہ یا تو دار پر کھینچے گئے یا دوسرے خفیہ طریقون
سے تمام کر دیے گئے۔ بعضون کو اپنے گھرون سے نکالا گیا۔ گویا کہ اُس ہولناک جنگ کے
طبعی نتیجے یعنی فلاکت و بے سر و سامانی خود انکی مصیبتون کے لیے کافی نہ تھے۔

اس موجودہ جنگ مین اسلام کے مقدس ترین مقامات پر سب سے زیادہ مصائب آئے ہین
کتنے غریب اور متوسط الحال لوگون نے اپنے تمام اثاث البیت اور گھر بار کو نان شبینہ کے
لیے نہین بیچ دیے۔ اسی پر موقوف نہین انجمن اتحاد و ترقی نے قرآن اور سنت کو بالائے
طاق رکھ کر اپنے طرف سے دنیا کے دوسری مسلمانون کو متنفر کر لیا ہے۔ اسکے ایک رسالہ
"اجتہاد" نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زندگی پر نہایت ناپاک حملے کیے ہین اور
غضب یہ ہے کہ شیخ الاسلام صدر اعظم اور دوسرے وزراء کے علم اور انکی اعانت سے یہ شائع ہوتا ہے

اس سے زیادہ اتحاد و ترقی کی جسارت مین قرآن کے احکام مبین کے خلاف معاملات وراثت
مین حقوق مرد و زن یکسان ہونے کی تجاویز ہے۔ انھون نے ارکان اسلام کو منہدم کر دیا
رمضان شریف کے دنون مین مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ اور دمشق کے سپاہیون کو روزہ توڑ
دینے کا حکم تھا اور بہانہ یہ کیا جاتا تھا کہ انکی حالت ان مجاہدون کی سی ہے جو سرحد روس
پر لڑ رہے ہین۔ اور فضول اس مسئلے کی تاویلین گڑھتے ہین کہ جو سفر مین ہو یا بیمار رہو وہ
معذور ہے۔ اور بھی ایسے دوسری حرکتین جس کے کرنے والون کو خدا سخت عذاب مبتلا کریگا
انسے مرزد ہوئی ہین۔ خلیفہ کے تمام حقوق کو سلب کر لینا تھی کہ وہ خود اپنے ذاتی معاملات
کے لیے مشیر مقرر نہین کر سکتے۔ قطع نظر اس کے کہ مسلمانون کی نگہبانی اور رعایا کے امن و
آسایش کا خیال انکا ایک مقدس فرض ہے ایسے لوگون کو جنھون نے سلطان اور خلیفہ
کے حقوق غصب کر لیے ہین ہم انکے ساتھ کیا کرین۔ کیا یہ ہمپر واجب نہین کہ ہم ان کی
پیروی کرنے سے قطعاً انکار کر دین۔ ہم بہت دنون تک انکی اس بیجا کارروائیون کو
اپنے دلون کو سمجھانے کی کوشش کرتے رہے تاکہ ہمسے نفاق و فساد کی ابتدا نہو۔
یہانتک کہ پردہ اُٹھ گیا اور صاف ظاہر ہو گیا کہ حقیقت مین سلطنت انور پاشا، جمال پاشا
اور طلعت بے کے ہاتھ مین ہے وہ جیسا چاہتے ہین کرتے ہین۔ کوئی چیز اس بات کو
ایسا واضح نہین کر سکتی جیسا انکا حال کا حکم جو انھون نے قاضی محکمہ شرعیہ مکہ کو بھیجا ہے کہ
فیصلہ کی بنیاد انھین شہادتون پر رکھی جائے جو عدالت مین بیان کیجائے اور جو
قاضی کے سامنے تحریر کیجائے برخلاف ان شہادتون کے جسکو مسلمان عدالت سے
باہر تحریر کرین۔ یہ صریحاً قرآن کے سورۂ بقر کی آیت کی مخالفت مین ہے۔
یہ ایک بات رہی۔ دوسری بات ہم اس بارے مین کیا کہین کہ انھون نے عالم عرب

اسلام کے مفتخرذات مثل امیر عمر الجزائری - امیر عارف الشہابی - شفیق بے المولد شکری بے الاصابی - عبد الوہاب - توفیق بے السباط - عبد الحمید الزہراوی - اور عبد الغنی العرایسے کو قتل کرادیا - جانورون کا بھی اس بے دریغی سے قتل کرانا - کیسا ہولناک ہوتا ہے - اگر ہم یہ بھی مان لین کہ ان کے خلاف عدالت نے مجرم قرار دیا تھا تو ان کے اعزہ - بوڑھے - بچون - عورتون کو کس پاداش مین جلاوطن کیا گیا اور انکو دربدر عذاب مین کیون رکھا گیا - یہ کون قانون انسانی تھا - کیا خدا نے نہین کہا ہے کہ اپنے گناہون پر گناہ مت جوڑو - اگر ہم اس سے بھی نظر پھیر لین تو ان کے املاک جو ان کے پسماندگون کا سہارا تھا وہ کیون ضبط کی گئین اور اگر ہم سنگدلی سے اسکو بھی عفو کردین تو غازیون کے سرتاج شیخ عبد القادر الجزائر کے مرقد کی توہین کرنا کسطرح ہماری آنکھون سے دیکھا جائیگا -

یہ تو ان کے شقاوت کا ادنےٰ نمونہ ہے - ہم نے اسمین اختصار سے کام لیا ہے اور بنی نوع انسان کے عموماً اور مسلمانون کے خصوصاً فیصلہ پر اسکو چھوڑتے ہین انکی بداطواری کا سب سے بڑھکر آخری ثبوت یہ ہے کہ انھون نے خاص خانہ خدا جس کے بارے مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ہمارے گھر کو زائرین کے لیے پاک رکھو" اور جو اسلام کا قبلہ ہے اسپر انھون نے قلعہ جیاد سے گولہ باری کی - پہلا گولہ حجر اسود سے ڈیڑھ گز کے فاصلے پر گرا اور دوسرا اس سے تین گز جسکی وجہ سے غلاف کعبہ مین آگ لگ گئی - اسکو دیکھ کر مسلمانون نے دوڑ کر آگ بجھانے کی کوشش کی - کعبہ کا دروازہ جلدی مین کھولکر چھت پر چڑھ گئے کہ آگ کو کسی طرح بجھادین - ابھی وہ کام پورا بھی نہ کرچکے تھے کہ ایک تیسرا گولہ مقام ابراہیم کے پاس گرا اور اسکے بعد گولے برابر گرنا شروع ہوے یہانتک کہ

تمام حرم کعبہ مین گڑھے پڑ گئے - اور دیر تک انکی گولہ باری اور بندوق کے نشانہ بازی کا کعبہ سب سے زیادہ ہدف رہا ہے اسکے بعد بھی ہر روز گولے برسائے جانے لگے - جس سے چار پانچ مسلمان شہید ہوجاتے یہانتک کہ لوگون نے خوف سے حرم مین جانا چھوڑ دیا کیا ہمنے اس سے پہلے بھی خانۂ خدا کی ایسی بے حرمتی دیکھی ہی اور کیا یہ ہمارے لیے بہتر نہین کہ اسکا بھی فیصلہ خاموشی سے مسلمانان عالم پر چھوڑ دین -

یقیناً یہی بہتر ہوتا لیکن ہمپر کسی طرح مناسب نہ تھا کہ ہم اپنی مذہبی اور سیاسی ہستی کو اسطرح اتحادیون کا بازیچہ اطفال بنائے رہین - خداے تعالے نے ہمارے وطن کی بیداری مین اور ہمکو اپنی خود مختاری حاصل کرنے مین مدد دے - ہم نے اتحادیون (یعنی اراکین انجمن اتحاد ترقی) کے داہنے ہاتھ کو توڑ دیا - یعنی ہمنے فتح حاصل کی اور ہمارے سامنے انکی فوج مطیع ہوگئی - ہم اب بالکل خود مختار ہین اور ہم نے اپنے کو ان ملکون سے قطعاً جدا کر لیا ہی جو ابتک اتحادیون کے نیچے سسک رہے ہین - ہماری خود مختاری ہر طرح کامل اور مستقل ہے جسمین غیر طاقتون کی دست اندازی کا مطلق شائبہ نرہیگا - ہمارے خود مختاری کا اصل الاصول دین اسلام کی افرازی اور مسلمانون کی عزت افزائی ہے - ہمارے تمام مشاغل حکومت کا سرچشمہ ہماری شریعت غرا رہے گی جس کے اصول اور فروع کی ہم سختی کے ساتھ پابندی کرین گے - اس کے ساتھ ہم موجودہ ترقیات کے حاصل کرنے کی بھی کوشش کرینگے جو ہمارے اصول اسلام کے خلاف نہو - اور کوئی دقیقہ علوم و معرفت کا عوام مین پھیلانے کا اُٹھا نہ رکھین گے جو ہمارا اسلامی فرض ہے اور ہم دعا کرتے ہین کہ تمام دنیا مین ہمارے مسلم بھائی اپنے طرف سے بھی ہمارے اعانت اور سلوک مین جسکو وہ ہمارے لیے ضروری جانتے ہون ہم سے تغافل نکرین گے

ہم ہاتھ اُٹھاکر دعا مانگتے ہین کہ خدایا اپنے رسولؐ کے طفیل مین ہم کو کامیابی عطا کر اور ہمکو اس راستے پر چلا جسمین سب سے زیادہ اسلام اور اسلامیون کی بھلائی مقصود ہو۔ ہم ہی خداے بزرگ پر بھروسہ رکھتے ہین جو ہمارا نگہبان اور محافظ ہے۔

۲۵ رشعبان ۱۳۳۴ھ حسین ابن علی (شریف وامیر مکہ)

شریف نے اپنے اعلان مین جو تہمتین ترکون پر لگائی ہین خصوصاً کعبہ شریف پر گولہ باری اسمین شک کی بہت گنجایش ہے۔ اور یہ ذرا مشکل سے قیاس مین آتا ہے کہ موجودہ قلعہ شکن توپین کعبہ کو اپنا زد بنائین اور اسکی کمزور دیوار اس صدمے سے باقی رہ جائے۔ یا کم سے کم حطیم کعبہ مین ایسے نشانات باقی رہتے جسکی ہمارے ملک کے حاجی تائید کرسکتے۔ اُنھون نے جو نام عربون کے گنائے ہین مین جانتا ہون وہ سب سازش کنندون کے نام ہین اور کوئی حکومت کیسی ہی عادل کیون نہو خصوصاً دوران جنگ کے حالت اضطراری مین جبکہ غنیم دروازے پر کھڑا ہو بغاوت یا سازش کو نظر استحسان سے نہین دیکھ سکتی۔ عبدالقادر الجزائری کے تربت کی بے توقیری۔ تو مسلمانون کے نزدیک تربت کو مساجد سمجھنا بذات خود معیوب ہی اور عبدالقادر کوئی نبی یا ولی کے درجے پر نہین پہونچتے۔ اگر قبر کے ساتھ کوئی اہانت کی گئی ہے تو مین امید کرتا ہون کہ وہ لارڈ کچنر کی مہدی محمد احمد کی قبر کنی کی طرح نہوگی کاظمین اور سامرہ کے عتبات پر جو دیدہ دلیر عورتین زائرین کی نظر کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے سیکڑون افسون عمل مین لاتی ہین یا ہندوستان و مصر مین بزرگون کی قبرون پر ارباب عیش وطرب کا مجمع ہوتا ہے۔ اسکے مقابل ٹھکلے مانندے ترکی مجاہدین کا قبرستان کے سایہ مین استراحت یا کھانا پکانا یا وقت کاٹنے کے لیے چند بے ضرر لہو ولعب مین

مشغول ہونا زیادہ قابل نفرین نہین -

مین نے انحطاط عرب مین اپنے ہان کے عوام وجاہل مسلمانون کے خوف سے صوفیون اور علویون کے ذریعے سے زوال عرب کے بحث پر قصداً چشم پوشی کی ہی - مگر شریف کی نسبت مین اتنا ضرور کہونگا کہ انکا خاندان نہایت لالچی اور بے حمیت ہی - دور حمیدی مین انکے پیشرون کا مسلک یہ تھا کہ وہ دونون ہاتھون سے غریب حاجیون کو لوٹتے تھے اور مفت مین ترک بدنام کیے جاتے تھے - خود اس زمانے پر منحصر نہین - اورنگزیب اور اکبر جو تحائف اور ہدایا مکہ معظمہ بھیجا کرتے تھے وہ سب اسوقت کے شریف خورد برد کر جاتے یہانتک کہ اورنگزیب کو مخصوصاً اپنے ایلچی کو ہدایت کرنا پڑی کہ مال زکوٰۃ کا حق صرف حرمین کے فقرا اور مساکین کو ہے نہ شریف کو - ترکون کا غالباً دور حمیدی کے بعد یہ قصور رہا ہوگا کہ انھون نے بردہ فروشی کی لعنت کو مکہ سے دور کر دیا ہوگا - وزیدہ اور اغوا کی ہوئی معصوم و بیکس دیار خواتین کی عصمت دری سے بچانے کی حمایت کی ہوگی - شریف کی ناجائز آمدنی کے ذرائع پر نگرانی رکھی ہوگی - یا حرم مکہ و مدینہ کے ناگوار و مکروہ صورت و سیرت ہجڑون کو رخصت کر دیا ہوگا - حجاز ریلوے جو ہمیشہ خاندان شریف کو کھٹک رہی تھی وہ بھی منجملہ اسباب کے ایک سبب ہے - انھون نے اس اعلان مین علانیہ استبداد حمیدی کی موافقت کی ہے اور سلطان کے حقوق کی پامال ہونے پر بڑی بے دردی کی ہے مگر وہ ایسا کرنے پر صریحاً سنت زمان نبوت و خلافت راشدہ پر نکتہ چینی کر رہے ہین جو دنیا مین سب سے پہلے قرن اولے کا مسلک تھا - شریف کو بہرحال مع اپنی حرم اور حریم کے خاک پاک عرب سے نکلنا ضرور ہے - خواہ وہ آج نکلین یا کل - اگر امیر نجد نے نہ نکالا تو خود مکہ و مدینہ کے پریشان اور مفلوک الحال آبادی جنکے گذارے کے لیے اب ثمرۂ

سلطانی بند ہے ضرور ایسا کرے رہین گے۔ کاش وہ اپنے اعلان مین صحیح باتین کہتے مثلاً ترکونکا عربی ممالک اور انکی ترقی کی طرف سے لااُبالی پن یا انکا ترکی زبان کا عربون کے سیکھنے کے لیے لازم کرنا وغیرہ وغیرہ تو ہمکو عرب کی وکالت مین اپنے اہل وطن کے سامنے کچھ اچھا موضوع ہاتھ آتا۔ مگر ان کے اس اعلان پر سعدیؒ کا وہ شعر یاد آتا ہے ؎

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی　　کین رہ کہ تو میروی بترکستان ست

مگر کیا شریف مکہ یا چند عرب کی بداعمالی عرب کی بدبختی کا سبب ہوسکتی ہے۔ شریف کی ذات سلاطین نجد۔ عمان اور مراکو کی طرح ایک ناچیز ہستی ہے۔ بلکا عرب کے مستقبل پر کوئی بُرا یا اچھا اثر نہین پڑسکتا۔ ان ملوک نے ابتک عام مشرقی سلاطین کے قاعدے کے مطابق یہ نہ سیکھا ہے کہ بادشاہ کے حقوق مین بجز اپنے تن آسانی اور آسائش کے کوئی دوسری چیز بھی ہے۔ یہان یہ سوال نہین کہ عراق شام یا حجاز مین زید۔ عمر۔ بکر مین سے کون مالک ہوگا سوال احیاء و اتحاد جمیع ممالک عرب کا ہے۔ تمام سلاطین عرب جنکی تعداد بالفعل ان ملکون کی تعداد کے موافق بارہ ہوسکتی ہے۔ ان کے اوپر خود انمین سے ایک سلطان جنکی قوم سب سے زیادہ متمدن ہو نگران کار ہونے اور ان سب کو ایک سلک مین منسلک کر نیکا مہتم بالشان مسئلہ ہے۔ ترکون کا عرب کے متعلق سوال تقریباً اب طے ہوچکا ہے اور اس بات کے لیے ہم کیون جد و جہد کرین جسکا ادعا خود انکو نہین ہے بقول مثل "مدعی سُست گواہ چست" میری دلی خواہش ہے کہ قوم عثمان ہزارہا سال اور زندہ رہے اور ترکی قوم کے آخری مستقر تک ہلال عثمانی کا سایہ برقرار رہے اگر ترک اور عرب ایشیا مین اسطرح مخلوط ہوکر رہتے ہوتے جسطرح ولایت موصل اور حلب کے بعض اضلاع مین ہین جہان وہ کسی طرح ایک دوسرے سے جدا نہین ہوسکتے تب توبیشک ہماری خواہش بھی ہوتی کہ سلطانی حقوق کو کوئی صدمہ

نہ پہونچے ۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ ایشیائے عثمانی دو جدا جدا ملک کا مجموعہ ہی ایک عرب دوسرا اناطول
عرب سے اب ترک دست بردار ہو چکے ہین مگر اناطول مین وہ اپنی قوم کو اب بھی سمیٹے بیٹھے ہین
سمرنا اور تھریس بھی انکا ملک ہی اور انکا ہوکر رہیگا خواہ لوائڈ جارج یا وینیلزیلا کی نصرانیت
اپنے ایڑی چوٹی کا زور لگا ڈالے ۔ ترک صرف اناطول مین نہین رہتے ۔ انکی قوم آذربائیجان
(روسی اور ایرانی دونون) تمام قفقاس ۔ ترکستان (افغانی چینی ۔ اور روسی تینون) کی
وسیع ملکون پر پھیلی ہوئی ہی ۔ اگر عرب کے پتھر کی سل ان کی گردنون کا قلادہ نہ رہی تو وہ اپنی
وحدت اور ترقی مین جلد اپنے پراگندہ اور منتشر بھائیون کو ایک جھنڈے کے نیچے جمع کرینگے ۔
انکی خوش قسمتی سے اناطول اور بقیہ ممالک ترکستان ایک ہی سلسلے مین پھیلے ہوے
(اسکی مفصل بحث ہمنے ترک اور انکے مستقبل پر اٹھا رکھی ہی) عربی قوم بھی ترکون کی طرح
ایک وسیع دنیا کے حصے پر آباد ہی ۔ جو اس کتاب کے پڑھنے کے بعد معلوم ہو چکا ہوگا ۔ وہ بھی سب مل
جلکر ایک زبردست قوت بنجانیکا قدرتی اور مستحسن خیال رکھتے ہین ۔ اور مجھے اپنے اس خیال
کی داد چاہتے ہین مصریون کی سرپرستی مین عرب ضرور ایک شاندار قوم جلد سے جلد بنجائیگی
اور یہ خیال آجکا نہین بلکہ محمد علی اور ابراہیم پاشا کی فتوحات شام و عرب کے وقت کا ہی جبکہ مصریون
نے اتنی ترقی بھی نہ کی تھی ۔ عرب کے اہل الرائے عموماً اس خیال کو پسند کرتے ہین ۔

مصریون کے متعلق ہمارے بعض احباب کو یہ گمان ہوگا کہ اس حالت مین جبکہ حکمران نسل خود
عجمی ہے تو انکو ترکون پر ترجیح دینے کی کیا وجہ ہے لیکن یہ سوال وہی لوگ اٹھا سکتے ہین جو ابتک
یہ سمجھے بیٹھے ہین کہ بادشاہ کی ذات ملک کے حق مین اب ویسی ہی ہی جسطرح ولید اور ہارون رشید
کے وقت مین تھی ۔ قطع نظر اسکے قومیت کا معیار اب زیادہ تر زبان اور معاشرت پر رہگیا ہے
سوائے چند اندرون عرب کے بدوی قبائل کے جو اپنے کو عرب عاربہ کہتے ہین خود عربی قوم

تمام مستعرب ہی جسکا ترجمہ ہم انگریزی مین نیچرلائزڈ عرب کر سکتے ہین۔ محمد علی کا خاندان خود بھی اور تمام مصری نیچرلائزڈ عرب ہین اور ان مین اور بغداد کے عربون مین کوئی مغایرت نہین ۔

مصریون کی آزادی اتحاد عرب کا پہلا قدم ہوگی مگر ان کے بعد کئی مرحلے طے کرنے ہین۔ ممالک عرب کے اوپر ابھی بہت سے خطرے اور بلائین مسلط ہین۔ فرانس والے جیسا مین پہلے کہہ آیا ہون الجیریا کو فرانسیسی کالونی بنانے کے پچاس برس سے کوشش کر رہے ہین۔ اور اسکا یہ نتیجہ ہوا کہ شمالی الجیریا کی تمام املاک اور تجارت فرانس کے ہاتھ مین ہو۔ موجودہ زمانے مین یہی خطرہ طرابلس مین اطالیون کے طرف سے اور فلسطین مین یہودیون کی طرف سے ظہور ہو رہا ہے ۔

یہودیون کے تعلقات فلسطین سے غالباً ہر مسلمان واقف ہوگا۔ اس جنگ سے کئی سال پیشتر انکی ایک جماعت جو یروشلم کے ایک پہاڑ کی طرف اپنے کو نسبت کرکے صیہونی یا زائنسٹ کہلاتی ہی وہ در پردہ اس کوشش مین ہی کہ فلسطین مین پھر تمام یہودی مراجعت کرین۔ روس اور جرمنی کے استبداد اور سوشیل بائکاٹ سے وہانکی یہود کا زیادہ حصہ ترک وطن کرکے فلسطین مین آباد ہونے لگا۔ چونکہ یہ یہودی اقتصادی اور تمدنی حالت مین فلسطین کی عرب آبادی سے فوقیت رکھتے ہین اور اسکے ساتھ وہ اپنے پولٹیکل تعلقات اپنے پہلے ملک سے قائم رکھتے ہین۔ اسلیے انکا خیال ہے کہ عرب ان کے سوشیل اور پولٹیکل قوت کے آگے ٹھہر نہ سکینگے اور بالآخر مجبور مر دار کے یا ریگستان مین بدویانہ طریقون پر رہ جاوینگے۔ فتح القدس کے بعد انگریزون نے باضابطہ انکے حقوق کو تسلیم کرلیا ہی اور اسکا اعلان کردیا ہے کہ تمام ممالک کے یہود کو فلسطین مین آباد ہونے کے لیے آسانیان دیجائینگی۔ اور اگرچہ اس بات کا صریحاً اظہار نہین کیا گیا مگر یہ واضح ہے کہ انگریزی مینڈیٹ کے اختتام پر فلسطین مین یہودیون کی قومی حکومت تسلیم کرلی جائیگی۔ بدقسمتی سے موجودہ انگریزی پولٹیکل پارٹی نہایت اینٹی مسلم اور پرجوش واقع ہوئی ہے۔ خود وزیراعظم انگلستان دیلش کے ایک نہایت تنگ خیال

اور متعصب نان کنفرمسٹ پادری ہین اور ان کے ہمخیال مسٹر بالفور۔ لارڈ کرزن اور مسٹر چرچل
ہین ان کے ساتھ پارلیمنٹ کے چند سربرآوردہ ممبر مثل لارڈ برائس سر رابرٹ سیسل۔ ایچ بشپ
گلوسٹر اور بشپ آف لنڈن کا ایسا مضبوط جتھا مسلمانون کے مخالفت اور مٹانے پر کمربستہ ہو رہا ہے
کہ خدا ہی ان کے مکائد اور شر سے بچائے۔ یہ انھین کا طفیل ہے کہ سمرنا تھریش کی کثیر ترکی آبادی مٹھی بھر
یونانیون کے ہاتھون تباہ ہو رہی ہے۔ یہی تمام کردستان شمالی کو جہان اب شکل سے ایک ارمنی
کی صورت نظر پڑتی ہے۔ خودمختار ارمینین ریپبلک مین شامل کرنے پر مصر تھے۔ انگلستان کی پالٹیکس
مین ازائنسٹ کی خوش قسمتی سے وزیر ہندوستان اور لارڈ چیف جسٹس انگلستان دونون یہودی النسب
ہین اور غالباً انھین کا اثر ہے کہ فلسطین اور عراق دونون کے انگریزی ہائی کمشنر یہودی ہین۔ یہودیونکا
پروپگنڈا بہت سخت اور اہم ہے۔ ان مین یورپ کے بڑے بڑے سرمایہ دار جنکی کئی دولتین مقروض
ہین پالیٹیشن اور سوشیلسٹ لیڈر کے علاوہ صنف نازک کا طبقہ بھی اپنی دلربایانہ ڈپلومیسی
سے کام کر رہا ہے۔ اور اکثر یورپ کے فیشن ایبل ڈنر کے سوشیل اجتماع کا خاتمہ یہود کی پالٹیکس پر ہوتا ہے۔
لیکن یہود کا فلسطین مین حاکمانہ حیثیت سے قائم رہنا خود ان کے انبیا کے پیشینگوئی کے خلاف ہے
اور غالباً یہی امر ان کے سستی کے کامل زوال کا پیش خیمہ ہوگی کیونکہ قرب قیامت کی ایک خاص نشانی
نہایت مستند حدیث مین یہ بھی ہے کہ مسلمانون اور یہودیون مین معرکہ قتال گرم ہوگا جس کا
نتیجہ ہوگا کہ یہودی اگر پتھر کے نیچے بھی چھپے گا تو پتھر بھی پکار کر کہے گا کہ اے مسلمانون یہان
یہودی بیٹھا ہوا ہے لو اسکو پکڑو اور قتل کرو۔ قتل عام مسلمانون کا شیوہ نہین لیکن وہ
سعدیؒ کے اس شعر کو مانتے ہین ؎

چو دست از ہمہ حیلتے درگذشت
حلال ست بُردن بہ شمشیر دست

اور اس قتل عام کی ذمہ داری انکے سر ہوگی جو مرنجان مرنج یہودی کے دماغ کو سبز باغ دکھلاکر بوکھلا رہے ہین۔ یہودی کا عربی آگ سے کھیلنا خطرہ سے خالی نہین۔ یثرب کے باثر یہودی مدینہ کے چند مسلمانون سے اسکا تلخ تجربہ تیرہ سو برس پہلے اُٹھا چکے ہین۔ اسرائیل رینگول مسٹر کوہن اور اور انکے ہم نوا اس بات کو یاد رکھین کہ اپنے گوشۂ عافیت مین جو خیالی پلاؤ جا ہین پکالین جب وہ کوڑی حقیقت اور عرب کے مقابلے مین آئین گے تو ان کے دماغ سے حکومت کی تمام ہوس رفو چکر ہوجائیگی یہودیت کا خطرہ عرب کے لیے اتنا زیادہ قابل تشویش نہین جتنا مسیحیت کا ہے۔ عرب اور اسلام کا صعب ترین دشمن اسوقت نصرانیت ہے جس کے ہاتھون سے تمام اسلام کا شیرازہ بکھر گیا ہے اور نصرانیت کا جوش خصوصًا اس قوم مین زیادہ ہے جو خود اپنے اصلی طریقہ سے بہت دور مگر مسلمانون کے طریقے سے بہت زیادہ نزدیک ہو۔ یہ انگلستان اور امریکہ کے پروٹسٹنٹ ہین جنکی رہنمائی مین لوائڈ جارج اور پریسیڈنٹ ولسن ہین۔ اپنین سے امریکہ کو براہ راست اسلام سے زیادہ تعلقات نہین مگر انگلستان کے تعلقات اسلامیون سے سب سے زیادہ ہین۔ اس کے ماتحت ۱ کروڑ مسلمان ہین یعنی خود تمام انگلستان مقبوضات ماوراء البحر کی نصرانی آبادی سے تقریبًا چار گنہ زائد۔ لیکن باوجود اسکے اسنے ہمارے تمام جسمانی ۔ کو قہقہہ لگا کر ٹھکرا دیا ہی اور ہماری دشمنی کا اسکو اسقدر غلو ہے کہ صرف ہمارے ہی جلانے کے لیے وہ یہود یونان اور ارمن پرست ہے حالانکہ ان مین سے ہر ایک کی پولیٹکل ہستی اسکے خود مفاد کے لیے باعث خطرہ ذرہ سے انگلستان تو ہم سے لیکن کدہے۔ میرے نزدیک تو اس کے ذمہ دار ہم خود انکی رعایا ہین۔ ہم نے اب تک اپنی قومی زندگی کی بنیاد ذلیل دروغگوئی اور چاپلوسی پر رکھی ہے۔ ہمارے لیڈر اس بڑے آقا کے ساتھ عرصے سے اس چھوٹے کتے کی طرح حرکت کر رہے ہین جو اسکے ٹکڑے پانے پر دم ہلاتے ہین اور اس کے نہ پانے پر بھونکنے لگتے ہین۔ مگر اس دم ہلانے اور اس بھونکنے کو ایک معمولی

ہاتھ سے سہلانے یا ٹھوکر مارنے سے زیادہ اسکو متوجہ نہین کرتا - ہم نے جب اپنی خودداری چھوڑی۔ اور علی الاعلان انکو یہ جاکر سنایا کہ ہم اپنے ملکی بھائی کے کسی شریفانہ آزادی کے خیال کی تائید نہین کرتے۔ یعنی اپنے خاص وطن سے دغا بازی کی تو جیسی عزت کے ہم مستحق تھے وہی ہمکو ملی اُنھون نے ہمارے ساتھ رہ کر ہم ہی سے ہمارے مذہب اور ملت کو ذلیل سمجھنے کا طریقہ سیکھ لیا جسکو یورپ کی دوسری قومین نہین جانتی اور وہ ابتک اسلام سے مرعوب ہین۔ جب ان کے دل سے اسلام کی طاقت کا رعب ہمنے مٹا دیا - تو انھون نے بلا خوف وخطر ہمارے احساسات کو پیرون کے نیچے مسل ڈالا - آجکل ہم ہندوستان کی پولٹیکل جدوجہد مین اپنے ملک کے ہم نوا ہین مگر کیتی مضحکہ خیز بات ہو کہ تمام ترمیم صلحنامہ سیورے ہمارے برادران دین کب اس نقطہ کو سکھین گے کہ" یہ ہمارا ملک ہے اور یہی ہمارا اپنا پیارا اور پاک زاد بوم ہے" وطن کی آزادی کی خواہش ہمارا پیدایشی فرض ہے اور اسکے طلب کرنے مین ہمکو کسی شرط کے لگانے کی ضرورت نہین - اگر ہمکو غیر قوم سونے سے لیپ دے تو بھی ہماری آزادی کی آواز مین ایک ذرہ کمی نہین ہو سکتی۔ دوران سیاحت عراق وعرب مین کسی وحشی سے وحشی کرد اور عرب سے نہین ملا جسنے میرے اس فخریہ الفاظ کے کہنے پر کہ ہم لوگ ۳۲ کروڑ ہین یہ نہ کہا ہو کہ تم پر مٹھی بھر آدمیون کی غلامی جو تمھارے وطن سے ہزارہا کوس سے آکر تم پر حکومت کرتے ہین تمکو تف ہو اور افسوس ہو- آزادی کے حصول کے دنیا مین کئی طریقے ہین اور سب سے اگر سریع الحصول نہین تو سہل الحصول یہی ہے کہ ہم ابھی دو تین پشت تک خاموشی سے اپنی راہ ترقی پر لگے رہین یعنی ہم مادر ریٹ کے ہم نوا رہین اور قوم کو تعلیم وترقی کے راستے سے جُدا نکرین مین کہتا ہون کہ ہماری قوم کو کم سے کم مصر اور روس کے برابر بھی تعلیمیافتہ ہونے کے بعد یہ ناممکن ہو جائیگا کہ پھر کوئی غلامی کا طعنہ دے سکے - جہان پر آزادی نے تلوار کا شارٹ کٹ اختیار کیا ہے۔ اسکی زندہ مثال ہمارے سامنے چین روس اور ترکی کی موجود ہے اور اسکو مدنظر رکھتے

ہوے کم سے کم مین اپنے پیارے مادرہند کو اس حالت مین دیکھنے کے لیے تیار نہین۔ ہمارے جن احمقون
نے اور خدا کرے انکی تعداد کم ہو اپنے وہم سے اسلامی مفاد کے لیے یہ صورت سمجھی ہے کہ دوسری
غیر قومون سے جو اگرچہ ہمارے ہم مذہب یا ہمارے حامی ہین مگر ہمسے اجنبی اور ہمسے زیادہ پستی کی
حالت مین ہین کسی قسم کی سازش کرین۔ تاکہ ہمارے وطن پر تباہی اور بربادی لائی جائے
تو ایسے لوگ ملکی دغا باز ہین اور ہمکو اُن سے بالکل ہاتھ دھو لینا چاہیئے یاغستان یا میر اور
افغانستان کی سازشین ہمارے کانون تک پہونچی ہین مگر شکر ہے کہ انکی حقیقت زیادہ تر خیالی ہین۔
مسلمانون کو حب الوطنی چین کے مسلمانون سے سیکھنا چاہیئے جب تیمور نے چین پر حملہ کیا تو مسلمانان
چین جوق درجوق اپنے تاتاری مسلمان بھائیون کے مقابلے کو نکلے۔ جب ہم مین اپنے وطن کے
لیے اتنی غیرت و پاس نہین کہ ہم اسکو غیر قومون کے ہاتھ مین بیچنے کے لیے تیار ہین تو عرب کے لیے
کسی نیک کام کی ہمارے طرف سے اُمید رکھنا فضول ہو گی۔

ہندوستان کے مسلمانون کا نصب العین موجودہ حالت مین اگر انگریزونکی مخالفت کرنا ضرور ہو تو اتنا ہونا
چاہیئے کہ بالفعل فوج سے قطع تعلق کر لیا جائے۔ اسی واسطے اگرچہ مین ماڈریٹ پالیسی کا مؤید ہون
مین پہلے لکھ آیا ہون کہ علماء کے فتوے ترک موالات اپر ہر مسلمان کو حتی المقدور عمل پیرا ہونا چاہئے
ترک موالات چونکہ ایسی چیز ہے جو صرف ایکدفعی ہوقتی کارروائی ہے اور اس پر عرصے تک پوری طور سے
کاربند ہونا تقریباً ناممکن العمل ہے۔ اس لیے مین اسکو وہین تک کام مین لانے کی صلاح دیتا ہون
جسکی وجہ سے برٹش گورمنٹ کو تخریب عرب و اسلام مین رکاوٹ پہونچ سکے۔ عراق اور شام کی فتح ہمارے
ہندوستان کی فوج سے عمل مین آئی ہے۔ اور اسکی لعنت کا سب سے بڑا طوق مسلمانون کی گردن
پر ہے۔ ممالک عرب کی آیندہ تخریب مین گورمن کی فوج کا استعمال بہت کم ہو گا کہ وہان کی
آب و ہوا ان کے بہت نا موافق ہے اور پھر ہماری قوم کو دین و دُنیا کی روسیاہی مول لینی ہو گی۔

ہمکو اس سے بچنا چاہیے۔ مگر اسکا کیا علاج ہے کہ خود ہندوستان مین انگریزی ثبات مغربی ایشیا کے اسلامی سلطنتون کے زوال اور مزید خطرہ کا سبب ہے۔ ہمکو اطمینان رکھنا چاہیے کہ اڈریٹ طبقہ کے ہاتھ مین اب اسکا سر رشتہ ہے۔ جو کہ ہن جیسیتین الیشر ریپورٹ کے بموجب برٹش امپریلزم کے لیے غریب ہندوستان کو آلہ بنانے کی خواہشمند ہین۔ اس کی وہ نہایت سختی سے مخالفت کر رہے ہین۔

ہم اپنے ملک اور اس کے نظام آسائش اور اس مین خلل انداز ہوے بغیر عربون کی خدمت کرنے سے کسی طرح روکے نہین جا سکتے۔ ہم ہندوستان مین ویسے ہی سوسائٹی بلکہ اُس سے بااثر و باقوت کی تشکیل کر سکتے ہین جو یورپ مین مثلاً پیرس کی سوسائٹی سائنٹفک ڈے ولا مراک (جسکا معروف ارگن ریویو ڈی مانڈ مسلمان ہے) یا جنیوا کی سوسائٹی یا رلٹریچر ڈی عربس یا اسٹاکہام کی اورینٹل سوسائٹی، یا دمشق کی سوسائٹی احیاء العرب یا مغربی نجد اور عراق کی اخوان الصفا اور حال مین مکہ مین قائم شدہ سوسائٹی الفلاح ہے۔ خوش قسمتی سے ہندوستان مین کچھ دنون پہلے ایک سوسائٹی خدام کعبہ کے نام سے قائم ہوئی تھی۔ خدام کعبہ کا لفظ بھی اگرچہ محدود ہے مگر اس لحاظ سے کہ عرب و کعبہ لازم و ملزوم ہین کوئی زیادہ فرق نہوگا۔ مگر یہ بہتر ہو کہ بجاے خدام کعبہ کے اسکا نام خدام العرب کر دیا جاے جو غالباً زیادہ مناسب ہے۔ خدام کعبہ کے مقاصد بعض ہوائی اور مبہم ہین۔ ضرورت ہے کہ نظام جدید کے ساتھ سب یہ موجودہ خلافت کمیٹی جمعیۃ العلماء وغیرہ وغیرہ کی قائم مقام ہو اور اسکے نصب العین اور مقاصد حسب ذیل ہون۔ اور کم سے کم اتنی بااثر جماعت ہو جتنی کہ یہ دونوں آزاد مسلم جماعتیں

۱۔ اتحاد و حریت عرب کے لیے عربون کی علمی۔ مالی۔ اخلاقی امداد کرنا جو جس طور سے ممکن ہو سکے بشرطیکہ وہ خود اپنی قومی حکومت کے خلاف نہو۔

۲۔ احیاء و اتحاد عرب کے لیے ایک موقت مشیوع پرچے کی جو عربی اور ہندوستانی مین

دونون ممالک کے موجودہ معاملات اور لٹریچر پر بحث کرے۔ اشاعت۔

۳۔ ہندوستان مین عربی لٹریچر دیالیٹکس کی اشاعت بذریعہ لائبریری۔ کلب اور ٹریکٹس رسالے اور خصوصاً عربی سیکھنے کے لیے سہل الاصول ذرائع بہم پہونچانا۔

۴۔ حجاج وزائرین حرمین۔ القدس۔ شام شریف۔ بغداد۔ کربلا نجف وغیرہ کے لیے آسانیان بہم پہونچانا۔

۵۔ اپنی قومی حکومت کو عرب کے کسی حکومت کے خلاف معاندانہ کارروائی سے باز رکھنے کی کوشش کرنا۔

فقط

سید مقبول احمد

نوٹ

کتاب کی اشاعت کے جملہ حقوق مسرس ایم اے کمپنی پبلشرز کے لیے محفوظ ہین جس کتاب کے آخر مین مذکورہ بالا دستخط مصنف کی نہ ہوگی وہ مسروقہ سمجھی جائے گی۔

...ایات (۵) ابن عباس ور آگی احادیث (۶) طلاق و متعہ (۷) وقات (۸) رحم زانیہ (۹) عقیدہ عقیقہ

...امام مہدی (۱۱) دجال (۱۲) آثار قیامت (۱۳) اسرائیلیات (۱۴) نصرانیات (۱۵) مجوسیات (۱۶) تعدد ازدواج

...بیت ازدواج النبی (۱۷) قصہ افک وزینب وماریہ قبطیہ (۱۸) قصہ اسفار شام (۱۹) قصہ بنی قریظہ وعکل وعرینہ

(۲۰) قصہ کتابت ووفود ومعاہدات رسول (۲۱) قصہ معجزات رسول وغیرہ وغیرہ۔

...ام (۱) تقدیر (۲) معاد (۳) خلق قرآن (۴) اصول معتزلہ (۵) عالم ارواح (۶) تصوف (۷) نور محمدی وغیرہ وغیرہ

...م (۱) اجماع (۲) قیاس (۳) اجتہاد (۴) مسائل مختلف فیہ بین المجتہدین (۵) تبصرہ موطا امام مالک

(۶) تبصرہ مسند امام حنبل (۷) تبصرہ ام امام شافعی (۸) تبصرہ فقہ اکبر وہدایہ (۹) تبصرہ تقویۃ الایمان عبدالوہاب

نجدی وغیرہ وغیرہ۔

رد ومناظرہ (۱) رد تثلیث وشرک (۲) رد کفارہ (۳) رد اوتار وتجسیم (۴) رد تناسخ (۵) رد دہریت (۶)

رد مادیت وغیرہ وغیرہ۔

عالم اسلام مسلمانان عالم کی علیحدہ علیحدہ تاریخ اور اُن کی موجودہ کیفیت۔ اخلاقی۔ معاشرتی اقتصادی

سیاسی اور علمی۔

مذاہب غیر (۱) تحقیق اناجیل (۲) اناجیل متروکہ (۳) توراۃ یعنی تحقیق شریعت موسوی (۴) زبور (۵) کالدہ

...اش (۶) قصص الانبیاء (۷) تحقیق وید (۸) پوران یعنی ہند ومیتھالوجی (۹) میتھالوجی یونان وروما (۱۰) ژندواژند

(۱۱) فلسفہ کنفوشس (۱۲) بدھ (۱۳) کرشن وبھاگوت گیتا (۱۴) رام ورامائن (۱۵) قرامطہ مع احوال نصیری

روزز دخوجہ اسماعیلی۔ (۱۶) عبداللہ ابن سبا۔ (۱۷) بابیت وبہائیت (۱۸) صابی وستارہ پرست

(۱۹) یزیدیہ یا شیطان پرست (۲۰) لوتھر وکالون (۲۱) مارمنزم (۲۲) نانک وکبیر (۲۳) دیانند وراجہ رام موہن رائے

(۲۴) دینیت تھیوسفی۔ وغیرہ وغیرہ۔

رفیع الزمان۔ ۱۶۹ وکٹوریہ سٹریٹ

اطلاع

یہ کتاب آفس میسرس ایم۔اے۔اینڈ کو۔انجنیرس و کنٹرکٹرس مکان نمبر ۱۶۹ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ سے مل سکتی ہے۔